بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 27

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

27 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری ● 8 وفا 1400 ہجری شمسی ● 8 جولائی 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَکُمۡ ہُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَالۡکُفَّارَ اَوۡلِیَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ

(سورۃ المائدہ:57)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اُن کو جنہوں نے تمہارے دین کو تمسخر اور کھیل تماشہ بنا رکھا ہے اور کفار کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2 جولائی 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

> اللہ تعالیٰ نے تمام کمالاتِ متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیئے
> اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے
> اور جس قدر کمالات تمام اُمتوں میں تھے وہ اس اُمت میں جمع کر دیئے، پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں
>
> **ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول کی غرض

اللہ تعالیٰ جو انبیاء علیہم السلام کو بھیجتا ہے اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے دنیا کی ہدایت کے واسطے بھیجا اور قرآن مجید کو نازل فرمایا تو اس کی غرض کیا تھی؟ ہر شخص جو کام کرتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے۔ ایسا خیال کرنا کہ قرآن شریف کے نازل کرنے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض اور مقصد نہیں ہے، کمال درجہ کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ اس میں (مَعَاذَ اللّٰہِ) اللہ تعالیٰ کی طرف ایک فعلِ عبث کو منسوب کیا جائے گا، اور حالانکہ اس کی ذات پاک ہے۔ (سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی شَاۡنُہٗ)

پس یاد رکھو کہ کتابِ مجید کے بھیجنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا ہے کہ تا دنیا پر عظیم الشان رحمت کا نمونہ دکھاوے۔ جیسے فرمایا مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108) اور ایسا ہی قرآن مجید کے بھیجنے کی غرض بتائی کہ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:3) یہ ایسی عظیم الشان اغراض ہیں کہ اُن کی نظیر نہیں پائی جاسکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ جیسے تمام کمالاتِ متفرقہ جو انبیاء علیہم السلام میں تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں جمع کر دیئے۔ اور تمام خوبیاں اور کمالات جو متفرق کتابوں میں تھے، وہ قرآن شریف میں جمع کر دیئے۔ اور ایسا ہی جس قدر کمالات تمام اُمتوں میں تھے وہ اس اُمت میں جمع کر دیئے۔ پس خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم ان کمالات کو پالیں اور یہ بات بھی بھولنی نہیں چاہئے کہ جیسے وہ عظیم الشان کمالات ہم کو دینا چاہتا ہے، اُسی کی موافق اس نے ہمیں قویٰ بھی عطا کیے ہیں۔ کیونکہ اگر اسکے موافق قویٰ نہ دیئے جاتے تو پھر ہم ان کمالات کو کسی صورت اور حالت میں پا ہی نہیں سکتے تھے۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص ایک گروہ کی دعوت کرے، تو ضرور ہے کہ وہ اُس گروہ کے موافق کھانا تیار کرے اور اُسی کے موافق ایک مکان ہو۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دعوت تو ایک ہزار آدمی کی کردے اور اُن کے بٹھانے کے واسطے ایک چھوٹی سی کُٹیا بنادے۔ نہیں۔ بلکہ وہ اُس تعداد کا پورا لحاظ رکھے گا۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی کتاب بھی ایک دعوت اور ضیافت ہے۔ جس کیلئے کل دنیا کو بلایا گیا ہے۔ اس دعوت کیلئے خدا تعالیٰ نے جو مکان تیار کیا ہے وہ قویٰ ہیں جو اُن لوگوں کو دیئے گئے ہیں۔ قویٰ کے بغیر کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ اب اگر بیل، کتے یا کسی اور جانور کے سامنے قرآن کریم کی تعلیمات کو پیش کریں وہ نہیں سمجھ سکتے۔ اس لیے کہ اُن میں وہ قویٰ نہیں ہیں جو قرآن کریم کی تعلیمات کو برداشت کرسکیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ قویٰ دیئے ہیں اور ہم اُن سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 310، مطبوعہ 2018 قادیان)

> بہائی لوگ ہر ملک میں جا کر علیحدہ قانون بناتے ہیں، یہی حال عیسائیت کا ہے
> اسکے بالمقابل اسلام کی سب تعلیم ایک جڑھ پر قائم ہے، نہ کم کرنے کی ضرورت ہوئی نہ زیادہ کرنے کی
> اسلام نے شروع سے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کہا اور بعد میں کوئی تبدیلی اس میں نہ ہوئی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ ابراہیم آیت نمبر 27 وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیۡثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیۡثَۃِ اجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَا لَہَا مِنۡ قَرَارٍ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

شَجَرَۃ طَیِّبَۃ کے مقابلہ میں جو باتیں جھوٹے مذہب کے متعلق پیش کی گئی ہیں یہ ہیں:

(1) اس کی شکل مکروہ ہو (2) اعلیٰ اور فاسد تعلیموں کو ملا کر پیش کرتا ہو (3) اعلیٰ نتائج نہ نکلیں۔ یعنی اس پر چل کر کوئی آدمی ایسے پیدا نہ ہوں جو خدا تعالیٰ تک پہنچ سکیں۔ جیسے بہائی مذہب ہے کہ اسے ظاہر ہوئے قریباً نوے سال ہو گئے ہیں۔ (یعنی باب کے دعویٰ سے لے کر اس وقت تک) لیکن ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جس نے کہا ہو کہ اس تعلیم پر چل کر مجھ سے خدا تعالیٰ کلام کرتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ ان کے پیرووٴں میں سے سینکڑوں گنائے جاسکتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے ہیں......

’’مَا لَہَا مِنۡ قَرَارٍ‘‘ (1) وہ کسی ملک میں قام نہ رہ سکے۔ یعنی اس کو ایسا موقعہ ہی نہیں دیا جاتا کہ اس کا تجربہ کر کے دنیا کوئی نتیجہ نکالے۔ بغیر تجربہ ہی وہ مر جاتی ہے۔ (2) اسکے اصول کو بدلنے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ اسلام نے شروع سے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کہا اور بعد میں کوئی تبدیلی اس میں نہ ہوئی۔ لیکن جو جھوٹا مذہب ہوگا اس میں اصول کو ہمیشہ بدلنا پڑے گا۔ مثال کے طور پر بہائیوں کو دیکھ لو۔ ایران میں جاؤ تو وہاں بہائیت کی تعلیم اور رنگ میں پیش کی جاتی ہے کیونکہ وہاں شیعہ ہیں۔ سنی ممالک میں اسی مذہب کی تعلیم اور رنگ میں پیش کی جاتی ہے۔ امریکہ میں جا کر اصول بالکل مختلف کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح انگلستان میں وہ باتیں پیش کی جاتی ہیں جن کو وہاں کے لوگ قبول کرنے کیلئے تیار ہوں۔ چنانچہ جب میں انگلستان گیا تو بہائیوں میں سے ایک عورت نے میرے ساتھ گفتگو کی۔ میں نے کہا بہاء اللہ نے کون سی نئی بات پیش کی ہے۔ اس نے کہا کہ بہاء اللہ نے کہا ہے کہ ایک ہی عورت سے شادی کرنی چاہئے۔ میں نے کہا

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

روحانی وجسمانی پاکیزگی کی اہمیت

(1378) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے فرمایا: ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جا رہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا البتہ ان میں سے ایک غیبت کرتا پھرتا تھا اور دوسرا جو ہے وہ پیشاب سے بچاؤ نہیں کرتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: پھر آپ نے ایک سبز ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کئے۔ پھر ان میں سے ہر ایک ٹکڑے کو ہر ایک قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا: امید ہے کہ جب تک یہ سوکھیں نہیں ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہم ملائک پر، خدا کی کتابوں پر، احادیثِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر، بہشت، دوزخ، عذابِ قبر، تقدیر، حشر اجساد سب پر صدقِ دل سے ایمان لاتے ہیں۔ ہم ایسے امور کی تفاصیل خدا کے حوالے کرتے ہیں کیونکہ محتاط مذہب یہی ہے کہ انسان مجمل پر ایمان لاوے اور تفاصیل کو حوالہ بخدا کردے۔‘‘

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 134، مطبوعہ قادیان، ایڈیشن 2003)

(1381) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں جس مسلمان کے تین ایسے بچے مرجائیں جو ابھی سنِّ تمیز کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ اسے ضرور ہی اپنی اس رحمت کے طفیل جنت میں داخل کرے گا جو ان کے ساتھ ہے۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الجنائز، مطبوعہ 2006 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جون 2021ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اختتامی خطاب سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یو.کے 2012
اختتامی خطاب جلسہ سالانہ بنگلہ دیش 2013
خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب | ملکی رپورٹیں واعلانات
وصایا و ذکر خیر | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی الْعَالَمِ ✿ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

مولوی عبدالحق غزنوی کیلئے پانچ سو روپے کا انعام
اگر کوئی منصف قسم کھالے کہ مباہلہ کے بعد عبدالحق کی ذلّت نہیں ہوئی

عبدالحق سے مباہلہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونیوالی دس برکتیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عبدالحق کے مابین ہونے والے مباہلہ کا مختصر تذکرہ ہم گزشتہ شماروں میں کر چکے ہیں۔ عبدالحق غزنوی نے مباہلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بدُعا کی تھی کہ ہر قسم کی ذلت اور لعنت نعوذ باللہ من ذالک آپؑ کو نصیب ہو اور تمام خیر و برکت سے آپؑ محروم رہیں۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم اور اسی طرح اپنی دیگر کتب میں اس کا جواب دیا ہے کہ دراصل مباہلہ کے بعد ہر قسم کی عزت و برکت اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عطا فرمائی اور عبدالحق غزنوی کے حصہ میں سوائے ذلت اور نامُرادی کے کچھ نہیں آیا۔ اس ضمن میں آپؑ کے کچھ ارشادات ہم پہلے پیش کر چکے ہیں مزید کچھ ارشادات ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا :

”اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اگرچہ عبدالحق کے مباہلہ میں اِس طرف سے کسی بددعا کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔ مگر جو صادق کے سامنے مباہلہ کے لئے آیا ہو، کسی قدر تو بعد مباہلہ ایسے امور کا پایا جانا چاہئے جن پر غور کرنے سے اُس کی ذلت اور نامرادی پائی جائے اور اپنی عزت دکھلائی دے۔ سو جاننا چاہئے کہ وہ امور بہ تفصیل ذیل ہیں جو بحکم وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہماری عزت کے موجب ہوئے۔

(1) **اوّل:** آتھم کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ اپنے واقعی معنوں کے رو سے پوری ہوگئی اور اس دن سے وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جو پندرہ برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ 241 میں لکھی گئی تھی۔ آتھم اصل منشاء الہام کے مطابق مر گیا اور تمام مخالفوں کا منہ کالا ہوا اور انکی تمام جھوٹی خوشیاں خاک میں مل گئیں۔ اس پیشگوئی کے واقعات پر اطلاع پا کر صدہا دلوں کا کفر ٹوٹا اور ہزاروں خط اسکی تصدیق کیلئے پہنچے اور مخالفوں اور مکذبوں پر وہ لعنت پڑی جواَب دم نہیں مار سکتے۔

(2) **دوسرا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ اُن عربی رسالوں کا مجموعہ ہے جو مخالف مولویوں اور پادریوں کے ذلیل کرنے کیلئے لکھا گیا تھا اور اُنہیں میں سے یہ عربی مکتوب ہے جواَب نکلا۔ کیا عبدالحق اور کیا اس کے دوسرے بھائی ان رسائل کے مقابل پر مر گئے اور کچھ بھی لکھ نہ سکے اور دُنیا نے یہ فیصلہ کر دیا کہ عربی دانی کی عزت اِسی شخص یعنی اس راقم کیلئے مسلّم ہے جس کو کافر ٹھہرایا گیا ہے اور یہ سب مولوی جاہل ہیں۔

(3) **تیسرا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ قبولیت ہے جو مباہلہ کے بعد دنیا میں کھل گئی۔ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین چار سو آدمی ہوں گے اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں اور جس طرح اچھی زمین کی کھیتی جلد جلد نشوونما پکڑتی اور بڑھتی جاتی ہے ایسا ہی فوق العادت طور پر اس جماعت کی ایک ترقی ہو رہی ہے۔ نیک روحیں اس طرف دوڑتی چلی آتی ہیں اور خدا زمین کو ہماری طرف کھینچتا چلا آتا ہے۔ مباہلہ کے بعد ہی ایک ایسی عجیب قبولیت پھیلی ہے کہ اس کو دیکھ کر ایک رقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک دو اینٹ سے اب ایک محل طیار ہو گیا ہے اور ایک دو قطرہ سے اب ایک نہر معلوم ہوتی ہے۔ ذرہ آنکھیں کھولو اور پنجاب اور ہندوستان میں پھرو۔ اب اکثر جگہ ہماری جماعتیں پاؤ گے۔ فرشتے کام کر رہے ہیں اور دلوں میں نور ڈال رہے ہیں۔ سو دیکھو مباہلہ کے بعد کیسی عزت ہم کو ملی۔ سچ کہو کیا یہ خدا کا فعل ہے یا انسان کا۔

(4) **چوتھا** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا، رمضان میں خسوف کسوف ہے۔ کتب حدیث میں صدہا برسوں سے یہ لکھا ہوا چلا آتا تھا کہ مہدی کی تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہوگا اور آج تک کسی نے نہیں لکھا کہ پہلے اس سے کوئی ایسا مہدویت کا مدعی ظاہر ہوا تھا جس کو خدا نے یہ عزت دی ہو کہ اس کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو گیا ہو۔ سو خدا نے مباہلہ کے بعد یہ عزت بھی میرے نصیب کی۔

اے اندھو! اب سوچو کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت کس کو ملی۔ عبدالحق تو میری ذلت کیلئے دعائیں کرتا تھا۔ یہ کیا واقعہ پیش آیا کہ آسمان بھی مجھے عزت دینے کیلئے جھکا۔ کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی، آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

(5) **پانچواں** وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا، علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بطالوی کا گروہ، غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کیلئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

(6) **چھٹا** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا یہ ہے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اس کے گھر میں پیدا ہوگا اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالیٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

(7) **ساتواں** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہو گئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا ہوں یعنی یہ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے وہ علم قرآن اور علم زبان محض اعجاز کے طور پر بخشا کہ اس کے مقابل پر صرف عبدالحق کیا بلکہ کل مخالفوں کی ذلت ہوئی۔ ہر ایک خاص و عام کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ صرف نام کے مولوی ہیں گویا یہ لوگ مر گئے۔ عبدالحق کے مباہلہ کی نحوست نے اس کے اَور رفیقوں کو بھی ڈبو یا۔

اور جسمانی نعمتیں جو مباہلہ کے بعد میرے پر وارد ہوئیں وہ مالی فتوحات ہیں جو اس درویش خانہ کے لئے خدا تعالیٰ نے کھول دیں۔ مباہلہ کے روز سے آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جو اس سلسلہ کے ربانی مصارف میں خرچ ہوا۔ جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے اور دوسرے ثبوت ہم سے لے لے۔ اور رجوع خلائق کا اس قدر مجمع بڑھ گیا کہ بجائے اس کے کہ ہمارے لنگر میں ساٹھ یا ستّر روپیہ ماہواری کا خرچ ہوتا تھا، اب اوسط خرچ کبھی پانچ سو کبھی چھ سو ماہواری تک ہو گیا اور خدا نے ایسے مخلص اور جان فشان ارادتمند ہماری خدمت میں لگا دیئے کہ جو اپنے مال کو اس راہ میں خرچ کرنا اپنی سعادت دیکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام نے اس ضمن میں حاجی سیٹھ عبدالرحمن اللہ رکھا صاحب تاجر مدراس کی بے نظیر مالی قربانیوں کا بڑی محبت سے ذکر فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب وہی ہیں جو آتھم کو قسم دینے کیوقت اس بات کے لئے تیار تھے کہ اگر آتھم قسم پر روپیہ طلب کرے تو اپنے پاس سے دس ہزار روپیہ تک اس کے پاس جمع کرا دیں۔ حضور علیہ السلام نے اس موقع پر اپنے بیسیوں محبوں اور جاں نثاروں کی جاں نثاری کا بہت ہی محبت کے ساتھ ذکر فرمایا۔ یقیناً یہ لوگ رہتی دُنیا تک امر ہو گئے۔ ہمیں ان کی قسمت اور سعادت پر رشک ہے۔ اور پھر آخر پر آپؑ نے فرمایا :

پس یہ خدا کی رحمت اور خدا کا فضل ہے جو اس نے ہمیں اُن تکالیف سے بچایا جن میں ہمارے مخالف گرفتار ہیں۔ میں اُس واحد لاشریک کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ مباہلہ سے پہلے بھی وہ ہمیشہ میرا متکفل رہا مگر مباہلہ کے بعد کچھ ایسے برکات روحانی اور جسمانی نازل ہوئے کہ پہلی زندگی میں مَیں ان کی نظیر نہیں دیکھتا۔

(8) **آٹھواں** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت زیادہ کرنے کے لئے ظہور میں آیا، کتاب ست بچن کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ سامان عطا کئے جو تین سو برس سے کسی کے خیال میں بھی نہیں آئے تھے میری یہ کتاب سولہ لاکھ سکھ صاحبان کے لئے ایسی ایک لطیف دعوت ہے جس سے میں امید کرتا ہوں کہ ان کے دلوں پر بہت اثر پڑے گا۔ میں اس کتاب میں باوا نانک صاحب کی نسبت ثابت کر چکا ہوں کہ باوا صاحب درحقیقت مسلمان تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کا ورد تھا۔ آپ بڑے صالح آدمی تھے۔ آپ نے دو مرتبہ حج بھی کیا اور اولیاء اسلام کی قبور پر اعتکاف بھی کرتے رہے۔ جنم ساکھیوں میں آپ کے وصایا میں اسلام اور توحید اور نماز روزہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔ آپ نماز کے بہت پابند تھے اور بنفس نفیس خود بانگ بھی دیا کرتے تھے آخری شادی آپ کی ایک نیک بخت مسلمان کی لڑکی سے ہوئی تھی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے بدل مسلمانوں کیساتھ تعلق رشتہ بھی پیدا کر لیا تھا اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ آپ کی بھاری یادگار وہ چولہ ہے جس پر کلمہ شریف اور قرآن شریف کی بہت سی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ آپ نے یادگار کے طور پر گرنتھ کو نہیں چھوڑا اور نہ اس کے جمع کرنے کے لئے کوئی وصیت کی صرف اس چولہ کو چھوڑا جس پر قرآن شریف لکھا ہوا تھا اور جس پر جلی قلم سے یہ لکھا ہوا تھا اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ یعنی سب دین جھوٹے ہیں مگر اسلام۔ پس یہ کتاب جو بعد مباہلہ تیار ہوئی، یہ وہ عطیہ ربانی ہے جو مجھ کو ہی عطا کیا گیا اور خدا نے اس تبلیغ کا ثواب مجھ کو ہی عطا فرمایا۔

(9) **نواں** امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کے زیادہ ہونیکا موجب ہوا یہ ہے کہ اس عرصہ میں آٹھ ہزار کے قریب لوگوں نے میرے ہاتھ میں بیعت کی اور بعض نے قادیان پہنچ کر اور بعض نے بذریعہ خط توبہ کا اقرار کیا۔ پس میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس قدر بنی آدم کی توبہ کا ذریعہ جو مجھ کو ٹھہرایا گیا یہ اس قبولیت کا نشان ہے جو خدا کی رضامندی کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میری بیعت کرنے والوں میں دن بدن صلاحیت اور تقویٰ ترقی پذیر ہے اور ایام مباہلہ کے بعد گویا ہماری جماعت میں ایک اور عالم پیدا ہو گیا ہے۔ میں اکثر کو دیکھتا ہوں کہ سجدہ میں روتے اور تہجد میں تضرع کرتے ہیں۔ ناپاک دل کے لوگ انکو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ اسلام کا جگر اور دل ہیں......

اب ہمارے مخالفین کو سوچنا چاہئے کہ اس باغ کی ترقی اور سرسبزی عبدالحق کے مباہلہ کے بعد کس قدر ہوئی ہے۔ یہ خدا کی قدرت نے کیا ہے جسکی آنکھیں ہوں وہ دیکھے۔ ہماری امرتسر کی مخلص جماعت، ہماری لاہور کی مخلص جماعت، ہماری سیالکوٹ کی مخلص جماعت، ہماری کپورتھلہ کی مخلص جماعت، ہماری ہندوستان کے شہروں کی مخلص جماعتیں وہ نور اخلاص اور محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کہ اگر ایک بافراست آدمی ایک مجمع میں ان کے منہ دیکھے تو یقیناً سمجھ لے گا کہ یہ خدا کا ایک معجزہ ہے جو ایسے اخلاص ان کے دل میں بھر دیئے۔ ان کے چہروں پر ان کی محبت کے نور چمک رہے ہیں وہ ایک پہلی جماعت ہے جس کو خدا صدق کا نمونہ دکھلانے کے لئے تیار کر رہا ہے۔

(10) دسواں امر جو عبدالحق کے مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا جلسہ مذاہب لاہور ہے اس جلسہ کے بارے میں مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ جس رنگ اور نورانیت کی قبولیت میرے مضمون کے پڑھنے میں پیدا ہوئی اور جس طرح دلی جوش سے لوگوں نے مجھے اور میرے مضمون کو عظمت کی نگہ سے دیکھا، کچھ ضرورت نہیں کہ میں اس کی تفصیل کروں۔ بہت سی گواہیاں اس بات پر سن چکے ہو کہ اس مضمون کا جلسہ مذاہب پر ایسا فوق العادت اثر ہوا تھا کہ گویا ملائک آسمان سے نور کے طبق لے کر حاضر ہو گئے تھے۔ ہر ایک دل اس کی طرف ایسا کھینچا گیا تھا کہ گویا ایک دست

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

عمرؓ وہ جلیل القدر انسان تھا جس کے عدل اور انصاف کی مثال دنیا کے پردہ پر بہت کم پائی جاتی ہے (المصلح الموعودؓ)

جب مَیں اپنے رب سے ملوں گا اور وہ مجھ سے پوچھے گا تو مَیں جواب دوں گا کہ مَیں نے تیرے بندوں میں سے بہترین کو تیرے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے (حضرت ابوبکرؓ)

’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آیا ہے کہ آپؓ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپؓ بڑے غصہ ور تھے، حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

جب حضرت عمرؓ منبر پر چڑھے تو آپؓ کا سب سے پہلا کلام یہ تھا کہ آپؓ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ شَدِیْدٌ فَلَیِّنِّیْ وَاِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَاِنِّیْ بَخِیْلٌ فَسَخِّنِیْ

کہ اے اللہ! مَیں سخت ہوں پس تو مجھے نرم کر دے اور مَیں کمزور ہوں پس تو مجھے طاقتور بنا دے اور مَیں بخیل ہوں پس تو مجھے سخی بنا دے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

سات مرحومین: مکرمہ سہیلہ محبوب صاحبہ اہلیہ فیض احمد صاحب گجراتی درویش مرحوم ناظر بیت المال،
مکرم راجہ خورشید احمد منیر صاحب مربی سلسلہ، مکرم ضمیر احمد ندیم صاحب مربی سلسلہ، مکرم عیسیٰ موا کی تلیمہ صاحب نیشنل نائب امیر تنزانیہ،
مکرم شیخ مبشر احمد صاحب سپروائزر نظامت تعمیرات قادیان، مکرم سیف علی صاحب سڈنی آسٹریلیا اور مکرم مسعود احمد حیات صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/جون 2021ء بمطابق 18/احسان 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

آج کل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور فرمایا مجھے عمرؓ کے متعلق بتاؤ۔ تو انہوں نے یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ اے رسول اللہؐ کے خلیفہ، اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں سوائے اس کے کہ ان کی طبیعت میں سختی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا سختی اس لیے ہے کہ وہ مجھ میں نرمی دیکھتے ہیں۔ اگر امارت ان کے سپرد ہوگئی تو وہ اپنی بہت سی باتیں جو ان میں ہیں ان کو چھوڑ دیں گے کیونکہ میں نے ان کو دیکھا ہے کہ جب میں کسی شخص پر سختی کرتا ہوں تو وہ مجھے اس شخص سے راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب میں کسی شخص سے نرمی کرتا ہوں، نرمی کا سلوک کرتا ہوں تو وہ اس وقت مجھے سختی کرنے کا کہتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلایا اور ان سے حضرت عمرؓ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی بہتر ہے اور ہم میں ان جیسا کوئی نہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے دونوں اصحاب سے فرمایا۔ جو کچھ مَیں نے تم دونوں سے کہا ہے اس کا ذکر کسی اَور سے نہ کرنا اور اگر مَیں عمرؓ کو چھوڑتا ہوں تو عثمانؓ سے آگے نہیں جاتا (یعنی آپؓ کے نزدیک دونوں ایسے لوگ تھے جو خلافت کا حق ادا کرنے والے تھے) اور ان کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ تمہارے امور کے متعلق کوئی کمی نہ کریں۔ اب میری یہ خواہش ہے کہ مَیں تمہارے امور سے علیحدہ ہو جاؤں اور تمہارے اسلاف میں سے ہو جاؤں۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیماری کے دنوں میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے حضرت عمرؓ کو لوگوں پر خلیفہ بنا دیا ہے حالانکہ آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی موجودگی میں لوگوں سے کس طرح سلوک کرتے ہیں اور اس وقت کیا حال ہوگا جب وہ تنہا ہوں گے؟ اور آپؓ اپنے رب سے ملاقات کریں گے اور آپؓ سے رعیّت کے بارے میں پوچھے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ تو انہوں نے آپؓ کو سہارا دے کر بٹھایا اور آپؓ نے کہا۔ کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ جب مَیں اپنے رب سے ملوں گا اور وہ مجھ سے پوچھے گا تو مَیں جواب دوں گا کہ مَیں نے تیرے بندوں میں سے بہترین کو تیرے بندوں پر خلیفہ بنایا ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو علیحدگی میں بلایا تاکہ وہ حضرت عمرؓ کے متعلق وصیت لکھ دیں۔ پھر فرمایا لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ ابوبکر بن ابوقحافہ کی وصیت مسلمانوں کے نام ہے۔ اتنا کہہ کر آپ پر غشی طاری ہوگئی اور حضرت عثمانؓ نے اپنی طرف سے لکھا کہ مَیں نے تم پر عمر بن خطابؓ کو خلیفہ مقرر کیا ہے اور مَیں نے تمہارے متعلق خیر میں کمی نہیں کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو فرمایا مجھے پڑھ کر سناؤ کیا لکھا ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے سنایا تو حضرت ابوبکرؓ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا میرا خیال ہے کہ تم ڈر گئے کہ اگر مَیں اس بیہوشی میں وفات پا جاؤں تو کہیں لوگوں میں اختلاف نہ پیدا ہو جائے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ہاں یہی بات ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ تمہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزا عطا کرے۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جلد2، صفحہ 272-273، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کے خلیفہ ہونے کا جو فقرہ اپنی طرف سے لکھا تھا اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ محمد بن ابراہیم بن حارث بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو علیحدگی میں بلایا اور فرمایا لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ یہ عہد نامہ ابوبکر بن ابوقحافہ کی طرف سے مسلمانوں کیلئے ہے اور اما بعد راوی کہتے ہیں پھر آپؓ پر یعنی حضرت ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی اور آپؓ بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد اس طرح جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت ابوبکرؓ ہوش میں آئے۔ جب افاقہ ہوا تو وہی باتیں ہوئیں اور حضرت عثمانؓ سے پڑھ کر سنانے کیلئے کہا۔ اس کو سن کر پھر جیسا کہ بیان ہوا ہے حضرت ابوبکرؓ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اللہ تمہیں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے جو تم نے یہ فقرہ لکھ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس تحریر کو اس جگہ برقرار رکھا، کوئی تبدیلی نہیں کی۔

(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 353، سنۃ 13ھ، ذکر استخلاف عمر بن الخطاب، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ مجھے خلیفہ کیلئے کسی شخص کا مشورہ دو۔ اللہ کی قسم! تم میرے نزدیک مشورے کے اہل ہو۔ اس پر انہوں نے کہا حضرت عمرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا لکھو۔ تو انہوں نے لکھا یہاں تک کہ نام تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ بے ہوش ہو گئے۔ پھر جب حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو آپؓ نے فرمایا لکھو عمرؓ۔

پھر ایک روایت میں ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ کی وصیت حضرت عثمانؓ تحریر کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ کا نام لکھ دیا۔ جب حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا تم نے کیا لکھا ہے؟ انہوں نے کہا مَیں نے لکھا ہے عمرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم نے وہی لکھا جس کا مَیں نے ارادہ کیا تھا کہ تم سے کہوں گا۔ اگر تم اپنا نام بھی لکھ دیتے تو تم بھی اس کے اہل تھے۔

(سیرت عمر بن الخطاب از ابن جوزی، صفحہ 44-45، فی ذکر عہد ابی بکر علی عمر......المطبعۃ المصریۃ الازہر)

ایک روایت میں مذکور ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ بیمار ہوئے تو آپؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور مہاجرین و انصار کے چند لوگوں کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا اب وقت آ گیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور تمہیں حکم دینے کیلئے کوئی نہیں کھڑا۔ اگر تم چاہو تو اپنے میں سے کسی کو چن لو اور اگر تم لوگ چاہو تو مَیں تمہارے لیے چن لوں۔ انہوں نے عرض کیا بلکہ آپؓ ہمارے لیے چن لیں۔ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا لکھو یہ وہ عہد ہے جو ابوبکر بن ابوقحافہ نے اس دنیا سے جاتے ہوئے اپنا آخری عہد کیا اور آخرت میں داخل ہوتے ہوئے اپنا پہلا عہد کیا جہاں فاجر توبہ کرے گا اور کافر ایمان لائے گا اور جھوٹا تصدیق کرے گا اور وہ عہد یہ ہے کہ وہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکے بندے اور اسکے رسول ہیں اور مَیں خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی تو حضرت عثمانؓ نے خود ہی عمر بن خطابؓ لکھ دیا۔ پھر جب حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو آپؓ نے فرمایا کیا تم نے کچھ لکھا؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں مَیں نے لکھا ہے عمر بن خطابؓ۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ تم پر رحم فرمائے۔ اگر تم اپنا نام بھی لکھ دیتے تو تم اسکے اہل تھے۔ پس تم لکھو مَیں نے اپنے بعد عمر بن خطابؓ کو تمہارا خلیفہ مقرر کیا ہے اور مَیں تم لوگوں کیلئے ان پر راضی ہوں۔

(صحیح تاریخ الطبری، جلد3، صفحہ 126 حاشیہ، ذکر استخلاف عمر بن الخطاب، دار ابن کثیر دمشق 2007ء)

جب وصیت لکھی جا چکی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اسے لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ پھر حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور آپؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام کے ہاتھ خط بھیجا۔ اس وقت حضرت عمرؓ بھی اس

کے ساتھ تھے۔ حضرت عمرؓ لوگوں کو کہتے خاموش ہو جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کی بات سنو کیونکہ انہوں نے تمہارے لیے خیر خواہی میں کمی نہیں کی۔ تب لوگ سکون سے بیٹھ گئے اور ان کے سامنے وصیت پڑھی گئی۔ انہوں نے اسے سنا اور اطاعت کی۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ لوگوں کی طرف مائل ہوئے اور فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو جسے مَیں نے تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے کیونکہ مَیں نے کسی رشتہ دار کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ مَیں نے یقیناً تم پر عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پس اس کو سنو اور اطاعت کرو اور اللہ کی قسم! یقیناً مَیں نے اس بارے میں غور و فکر میں کمی نہیں کی۔ اس پر لوگوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ مَیں نے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر خلیفہ مقرر کیا ہے اور آپ یعنی حضرت عمرؓ کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کی۔ پھر فرمایا اے عمرؓ! یقیناً اللہ کے کچھ حقوق ہیں جو رات کے وقت ہوتے ہیں جنہیں وہ دن کے وقت میں قبول نہیں کرتا اور کچھ حقوق دن کے ہیں جنہیں وہ رات میں قبول نہیں کرتا اور یقیناً وہ اس وقت تک نوافل قبول نہیں کرتا جب تک فرائض پورے نہ کیے جائیں۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہی لوگوں کے ترازو بھاری ہیں جن کے حق کی پیروی کرنے اور بھاری ہونے پر قیامت کے دن ترازو بھاری ہوں گے۔ جو سچائی کی پیروی کریں گے ان کے ترازو قیامت کے دن بھاری ہوں گے۔ پھر آپؓ نے فرمایا اور ترازو کیلئے یہ بات حق ہے کہ کل کو اس میں وہی بات رکھی جائے گی جو بھاری ہوگی۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہی لوگوں کے ترازو ہلکے ہیں جن کے قیامت کے دن ترازو ہلکے ہوں گے۔ ان کے باطل کی پیروی اور ان کے ہلکا ہونے کی وجہ سے یعنی وہ سچائی کی پیروی نہیں کر رہے تھے اور نیکیاں نہیں بجا لا رہے تھے اس لیے قیامت کے دن پھر ان کے ترازو ہلکے ہوں گے۔ اور ترازو کیلئے یہ بات حق ہے کہ جب بھی اس میں باطل رکھا جائے گا تو وہ ہلکا ہی ہوگا۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ نرمی والی آیات شدت والی آیات کے ساتھ نازل ہوئی ہیں اور شدت والی آیات نرمی والی آیات کے ساتھ تاکہ مومن رغبت رکھنے والے اور ڈرنے والے بھی ہوں۔ ایک طرف نیکی کی رغبت رکھیں اور دوسرے اللہ تعالیٰ کا خوف بھی ان میں ہو اور کوئی ایسی خواہش نہ رکھیں جس کا اللہ سے تعلق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے امر سے ڈرے جو اسکے اپنے ہاتھوں سے ہو۔ اے عمرؓ! کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آگ والوں کا محض ان کے برے اعمال کی وجہ سے ذکر کیا ہے۔ پس جب تم ان کا ذکر کرو تو کہو یقیناً مَیں امید کرتا ہوں کہ مَیں ان میں سے نہیں ہوں اور اللہ نے جنت والوں کا ذکر محض ان کے نیک اعمال کی وجہ سے کیا ہے کیونکہ اللہ نے ان کی برائیوں سے درگزر کر دیا ہے۔ پس جب تم ان کا ذکر کرو تو کہو کیا میرے اعمال ان کے اعمال جیسے ہیں۔ (الکامل فی التاریخ لابن اثیر، جلد 2، صفحہ 273-274، دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء) اپنے دل سے پوچھو۔

جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ فرمانے لگے۔ ہمارے پاس مسلمانوں کا جو مال ہے اسے واپس کر دو۔ مَیں اس مال میں سے کچھ بھی لینا نہیں چاہتا۔ میری وہ زمین جو فلاں فلاں مقام پر ہے مسلمانوں کیلئے ان اموال کے عوض ہے جو مَیں نے بطور نفقہ بیت المال سے لیا تھا۔ یہ زمین، اونٹنی، تلوار صیقل کرنے والا غلام اور چادر جو پانچ درہم کی تھی سب حضرت عمرؓ کو دے دیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ سارا سامان دیکھا تو کہا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد والے کو مشقت میں ڈال دیا ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 3، صفحہ 143، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپؓ کی طبیعت میں وہ تیزی نہیں رہی جو زمانۂ جاہلیت میں تھی تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا تیزی تو وہی ہے مگر اب کفار کے مقابلے میں دکھائی جاتی ہے۔ (ماخوذ از حقائق الفرقان، جلد اوّل، صفحہ 206)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے کہا تھا کہ اگر آپؓ نے اپنے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو جانشین مقرر کیا تو بڑا غضب ہوگا کیونکہ یہ بہت غصیلے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کا غصہ اسی وقت تک گرمی دکھاتا ہے جب تک کہ مَیں نہ رہوں اور جب مَیں نہ رہوں گا تو یہ خود نرم ہو جائیں گے۔‘‘

(انوار خلافت، انوار العلوم، جلد 3، صفحہ 151)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عمرؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کے متعلق آیا ہے کہ آپؓ سے کسی نے پوچھا کہ قبل از اسلام آپؓ بڑے غصہ ور تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ غصہ تو وہی ہے البتہ پہلے بے ٹھکانے چلتا تھا مگر اب ٹھکانے سے چلتا ہے۔‘‘ (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 487) صحیح جگہ پہ غصہ استعمال ہوتا ہے۔

جامع بن شدّاد اپنے کسی قریبی عزیز سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے خدا! مَیں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنا دے اور مَیں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنا دے اور مَیں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے۔

حضرت عمرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا خطاب فرمایا اس بارے میں بھی متفرق روایات ملتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ حُمید بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے وقت جو حاضر تھا اس نے ہمیں بتایا کہ حضرت ابوبکرؓ کی تدفین سے جب حضرت عمرؓ فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ان کی قبر کی مٹی کو جھاڑا۔ پھر اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ سے اور مجھے تمہارے ذریعہ سے آزمایا ہے اور اس نے میرے دونوں ساتھیوں کے بعد مجھے تم پر باقی رکھا ہے۔ اللہ کی قَسم! تمہارا جو بھی معاملہ میرے سامنے پیش ہوگا تو میرے علاوہ کوئی اَور اس کو نہیں دیکھے گا اور جو معاملہ مجھ سے دُور ہوگا تو اس کیلئے مَیں قوی اور امین لوگوں کو مقرر کروں گا یعنی لوگ مقرر کیے جائیں گے جو تمہاری نگرانی کریں گے اور معاملات کو دیکھیں گے۔ اگر لوگ اچھا برتاؤ کریں گے تو مَیں بھی ان سے اچھا برتاؤ کروں گا اور اگر انہوں نے برائی کی تو مَیں انہیں سزا دوں گا۔

حسن کہتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ سب سے پہلا خطبہ جو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا وہ یہ تھا۔ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا۔ امّا بعد مجھے تم لوگوں کے ذریعہ آزمایا گیا ہے اور تم لوگ میرے ذریعہ سے آزمائے گئے ہو اور مجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے بعد تم لوگوں پہ پیچھے چھوڑ دیا گیا۔ پس جو معاملہ ہمارے سامنے ہوگا ہم اسے خود دیکھیں گے اور جو معاملہ ہم سے دور ہوگا تو ہم اس کیلئے قوی اور امین لوگ مقرر کریں گے اور جو اچھائی کرے گا ہم اس کو بھلائی میں بڑھائیں گے اور جو برائی کرے گا ہم اسے سزا دیں گے اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

جامع بن شَدَّاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ منبر پر چڑھے تو آپؓ کا سب سے پہلا کلام یہ تھا کہ آپؓ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ شَدِیْدٌ فَلَیِّنِّیْ وَ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَوِّنِیْ وَ اِنِّیْ بَخِیْلٌ فَسَخِّنِیْ کہ اے اللہ! مَیں سخت ہوں پس تُو مجھے نرم کر دے اور مَیں کمزور ہوں پس تُو مجھے طاقتور بنا دے اور مَیں بخیل ہوں پس تُو مجھے سخی بنا دے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 3، صفحہ 208، ذکر استخلاف عمر، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

جامع بن شَدَّاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو آپؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ مَیں چند کلمات کہنے والا ہوں تم ان پر آمین کہو۔ یہ پہلا کلام تھا جو حضرت عمرؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد کیا۔ حُصَین مُرِّی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا عربوں کی مثال نکیل میں بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جو اپنے قائد کے پیچھے چلتا ہے۔ پس اس کے قائد کو چاہیے کہ وہ دیکھے کس طرف ہانک رہا ہے اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو رَبِّ کعبہ کی قسم! مَیں انہیں ضرور سیدھے رستے پر رکھوں گا۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 355، سنۃ 13ھ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 1987ء) جو پہلے والی روایت ہے اس میں یہ تو ہے کہ آمین کہنا لیکن تفصیل اس کی نہیں بیان ہوئی۔ یا یہی نکیل والی تفصیل ہے۔

بہرحال حضرت عمرؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد تیسرے روز ایک تفصیلی خطاب فرمایا۔ وہ یوں ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو لوگوں کے ان سے خائف ہونے کی اطلاع پہنچی تو لوگوں میں ان کے حکم سے اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہ نماز تیار ہے کی بلند آواز لگائی گئی۔ اس پر لوگ حاضر ہو گئے تو آپؓ منبر پر اس جگہ بیٹھے جہاں حضرت ابوبکرؓ اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ جب پورا اجتماع ہو گیا یعنی لوگ اکٹھے ہو گئے تو سیدھے کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا ان کلمات سے کی جو اس کے مناسب ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ لوگ میری تیز مزاجی سے ڈر رہے ہیں اور وہ میری تُند خوئی سے خوفزدہ ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ ہم پر سخت گیری اس زمانے میں بھی کیا کرتا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اور پھر ہم پر سختی کرتا رہا جبکہ ابوبکرؓ ہم پر حاکم تھے نہ کہ وہ، تو اب کیا حال ہوگا جبکہ امور کا پورا اختیار اسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا ہے؟ جس نے یہ کہا اس نے سچ کہا۔ بےشک مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ کا غلام اور آپؐ کا خادم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے کہ کوئی شخص آپؐ کی نرمی اور رحمدلی کی صفت تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے موسوم کیا اور آپؐ کو اپنے اسماء میں سے دو نام رؤوف اور رحیم عطا کیے اور مَیں ایک کھچی ہوئی تلوار تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو مجھے نیام میں کر لیں یا مجھے چھوڑ دیں تو مَیں کاٹ ڈالوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور وہ مجھ سے خوش تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ مَیں اس بنا پر سعادت مند رہا۔ پھر لوگوں کے حاکم ابوبکرؓ ہوئے تو وہ ایسے لوگوں میں سے تھے کہ تم میں سے کوئی ان کی رقیق القلبی اور کرم اور نرم مزاجی کا منکر نہیں ہے اور مَیں ان کا خادم اور ان کا مددگار تھا۔ اپنی سختی کو ان کی نرمی کے ساتھ ملا دیتا تھا اور سونتی ہوئی تلوار بن جاتا تھا اور ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا کہ وہ مجھے نیام میں بند کر دیں یا اگر چاہیں تو مجھے چھوڑ دیں اور مَیں کاٹ ڈالوں۔ تو مَیں ان کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عزّوجلّ نے ان کو اس حال میں وفات دی کہ وہ مجھ سے خوش تھے۔ الحمدللہ مَیں اس بنا پر سعادت مند رہا۔

پھر اے لوگو! مَیں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں۔ اب سمجھ لو کہ وہ تیزی کمزور کر دی گئی لیکن وہ مسلمانوں پر ظلم و دراز دستی کرنے والوں پر ظاہر ہوگی۔ تم پر کمزور ہے لیکن دشمنوں پر تیزی ظاہر ہوگی۔ رہے وہ لوگ جو نیک خُو اور دین دار اور صاحبِ فضیلت ہیں مَیں ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور مَیں کسی ایسے شخص کو نہیں پاؤں گا جو دوسرے پر ظلم و دراز دستی کرتا ہوگا مگر مَیں اسکے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا پاؤں اسکے دوسرے رخسار پر رکھوں گا یہاں تک کہ وہ حق کو اچھی طرح سمجھ لے یعنی بہت سختی کروں گا۔ اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جو مَیں تم سے ذکر کرتا ہوں تم ان پر میری گرفت کر سکتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ مَیں اس مال میں سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس میں سے جو اللہ تعالیٰ غنیمتوں میں سے تمہارے لیے بھیجے بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ کے کام کیلئے روکوں۔ اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ وہ مال اپنے حق کے موقع پر خرچ ہو اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ مَیں تمہارے وظائف اور روزینے تم کو دیتا رہوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق بھی ہے کہ مَیں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں اور جب تم لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو مَیں تمہارے بال بچوں کا باپ بنا رہوں یہاں تک کہ تم ان کے پاس واپس آؤ۔ مَیں اپنی یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت چاہتا ہوں۔ (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جلد 3 صفحہ 226 تا 228 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت یہ آیت رہتی تھی کہ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا۔ یعنی جو لوگ حکومت کے قابل ہوں، جو انتظامی امور کو سنبھالنے کی اہلیت اپنے اندر رکھتے ہوں ان کو یہ امانت سپرد کیا کرو اور پھر جب یہ امانت بعض لوگوں کے سپرد ہو جاتی تھی تو شریعت کا یہ حکم ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا کہ دیانت داری اور عدل کے ساتھ حکومت کرو۔ اگر تم نے عدل کو نظر انداز کر دیا، اگر تم نے دیانت داری کو ملحوظ نہ رکھا، اگر تم نے اِس امانت میں کسی خیانت سے کام لیا تو خدا تم سے حساب لے گا اور وہ تمہیں اِس جرم کی سزا دے گا۔ یہی وہ چیز تھی جس کا اثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت پر اِس قدر غالب اور نمایاں تھا کہ اسے دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ جو اسلام میں خلیفہ ثانی گزرے ہیں انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کیلئے اِس قدر قربانیوں سے کام لیا ہے کہ وہ یورپین مصنف جو دن رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنی کتابوں میں نہایت ڈھٹائی کے ساتھ یہ لکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ! آپؐ نے دیانت داری سے کام نہیں لیا وہ بھی ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ذکر پر یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس محنت اور قربانی سے اِن لوگوں نے کام کیا

ہے اِس قسم کی محنت اور قربانی کی مثال دنیا کے کسی حکمران میں نظر نہیں آتی۔ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کام کی تو وہ بے حد تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ وہ شخص تھا جس نے رات اور دن انہماک کے ساتھ اسلام کے قوانین کی اشاعت اور مسلمانوں کی ترقی کے فرض کو سرانجام دیا مگر عمرؓ کا اپنا کیا حال تھا؟ اسکے سامنے باوجود ہزاروں کام کرنے کے، باوجود ہزاروں قربانیاں کرنے کے، باوجود ہزاروں تکالیف برداشت کرنے کے یہ آیت رہتی تھی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا اور یہ کہ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ۔ یعنی جب تمہیں خدا کی طرف سے کسی کے کام پر مقرر کیا جاوے اور تمہارے ملک کے لوگ اور تمہارے اپنے بھائی حکومت کیلئے تمہارا انتخاب کریں تو تمہارا فرض ہے کہ تم عدل کے ساتھ کام کرو اور اپنی تمام قوتوں کو بنی نوع انسان کی فلاح وبہبود کیلئے صرف کردو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ کیسا دردناک ہے کہ وفات کے قریب جبکہ آپؓ کو ظالم سمجھتے ہوئے ایک شخص نے نادانی اور جہالت سے خنجر سے آپؓ پر وار کیا اور آپؓ کو اپنی موت کا یقین ہوگیا تو آپؓ بستر پر نہایت کرب سے تڑپتے تھے اور بار بار کہتے تھے اَللّٰھُمَّ لَا عَلَیَّ وَلَا لِیَ۔ اَللّٰھُمَّ لَا عَلَیَّ وَلَا لِیَ اے خدا! تُو نے مجھ کو اس حکومت پر قائم کیا تھا اور ایک امانت تُو نے میرے سپرد کی تھی۔ مَیں نہیں جانتا کہ مَیں نے اس حکومت کا حق ادا کردیا ہے یا نہیں۔ اب میری موت کا وقت قریب ہے اور مَیں دنیا کو چھوڑ کر تیرے پاس آنے والا ہوں۔ اے میرے رب! مَیں تجھ سے اپنے اعمال کے بدلہ میں کسی اچھے اجر کا طالب نہیں، کسی انعام کا خواہش مند نہیں بلکہ اے میرے رب! مَیں صرف اِس بات کا طالب ہوں کہ تُو مجھ پر رحم کرکے مجھے معاف فرمادے اور اگر اِس ذمہ داری کی ادائیگی میں مجھ سے کوئی قصور ہوگیا ہو تو اس سے درگزر فرمادے۔ عمرؓ وہ جلیل القدر انسان تھا جس کے عدل اور انصاف کی مثال دنیا کے پردہ پر بہت کم پائی جاتی ہے مگر اس حکم کے ماتحت کہ وَاِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ۔ جب وہ مرتا ہے تو ایسی بے چینی اور ایسے اضطراب کی حالت میں مرتا ہے کہ اسے وہ تمام خدمات جو اس نے ملک کی بہتری کیلئے کیں، وہ تمام خدمات جو اس نے لوگوں کی بہتری کیلئے کیں، وہ تمام خدمات جو اس نے اسلام کی ترقی کیلئے کیں بالکل حقیر نظر آتی ہیں۔ وہ تمام خدمات جو اسکے ملک کے تمام مسلمانوں کو اچھی نظر آتی تھیں، وہ تمام خدمات جو اسکے ملک کی غیر اقوام کو بھی اچھی نظر آتی تھیں، وہ تمام خدمات جو نہ صرف اسکے ملک کے اپنوں اور غیروں کو ہی نہیں بلکہ غیر ممالک کے لوگوں کو بھی اچھی نظر آتی تھیں، وہ تمام خدمات جو صرف اسکے زمانہ میں ہی لوگوں کو اچھی نظر آتی تھیں بلکہ آج تیرہ سو سال گزرنے کے بعد بھی وہ لوگ جو اس کے آقا پر حملہ کرنے سے نہیں چوکتے جب عمرؓ کی خدمات کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہیں بے شک عمرؓ اپنے کارناموں میں ایک بے مثال شخص تھا۔ وہ تمام خدمات خود عمرؓ کی نگاہ میں بالکل حقیر ہو جاتی ہیں اور وہ تڑپتے ہوئے کہتا ہے اَللّٰھُمَّ لَا عَلَیَّ وَلَا لِیَ۔ اے میرے رب! ایک امانت میرے سپرد کی گئی تھی۔ مَیں نہیں جانتا کہ مَیں نے اسکے حقوق کو ادا بھی کیا ہے یا نہیں۔ اِس لئے مَیں تجھ سے اتنی ہی درخواست کرتا ہوں کہ تُو میرے قصوروں کو معاف فرمادے اور مجھے سزا سے محفوظ رکھ۔‘‘

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم، جلد 18، صفحہ 11 تا 13)

پھر اپنی ایک تقریر ’’دنیا کا محسن‘‘ میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ وہ انسان تھے جن کے متعلق‘‘ ویسے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھا۔ ’’عیسائی مؤرخ بھی لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایسی حکومت کی جو دنیا میں اَور کسی نے نہیں کی۔ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہیں۔ ایسا شخص ہر وقت کی صحبت میں رہنے والا مرتے وقت یہ حسرت رکھتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اسے جگہ مل جائے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فعل سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی کہ آپؐ خدا کی رضا کیلئے کام نہیں کرتے تو کیا حضرت عمرؓ جیسا انسان اس درجہ کو پہنچ کر کبھی یہ خواہش کرتا کہ آپؐ کے قدموں میں جگہ پائے۔‘‘ (دنیا کا محسن، انوار العلوم، جلد 10، صفحہ 262)

حضرت مصلح موعودؓ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی وجہ تھی اور آپؐ کی تربیت تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ میں یہ انصاف کے کام تھے اور یہ خوفِ خدا تھا۔

▪ حضرت عمرؓ کی اہلِ بیت سے عقیدت کا کیا اظہار تھا؟ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: حضرت عائشہؓ دیر تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب ایران فتح ہوا تو وہاں سے آٹا پیسنے والی ہوائی چکیاں لائی گئیں۔ جن میں باریک آٹا پیسا جانے لگا۔ جب سب سے پہلی چکی مدینہ میں لگی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ پہلا پسا ہوا باریک آٹا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا جائے۔ چنانچہ آپؓ کے حکم کے مطابق وہ باریک میدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا گیا اور ان کی خادمہ نے اس آٹے کے باریک باریک پھلکے تیار کیے۔ مدینہ کی عورتیں جنہوں نے پہلے کبھی ایسا آٹا نہیں دیکھا تھا وہ ہجوم کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں جمع ہوگئیں کہ آؤ ہم دیکھیں وہ آٹا کیسا ہے اور اس کی روٹی کیسی تیار ہوتی ہے؟ سارا صحن عورتوں سے بھرا ہوا تھا اور سب اِس انتظار میں تھے کہ اس آٹے کی روٹی تیار ہو تو وہ اسے دیکھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ عورتوں کو خطاب کر رہے تھے۔ ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم خیال کرتی ہوگی کہ شاید وہ کوئی عجیب قسم کا آٹا ہوگا۔ وہ عجیب قسم کا آٹا نہیں تھا بلکہ اس سے بھی ادنیٰ آٹا تھا جو تم روزانہ کھاتی ہو بلکہ اس سے بھی ادنیٰ آٹا تھا۔ آج جو آٹا تم میں سے ایک غریب سے غریب عورت کھاتی ہے اس سے بھی وہ ادنیٰ تھا۔ مگر مدینہ میں جس قسم کے آٹے ہوتے تھے ان سے وہ بہت اعلیٰ تھا۔ بہرحال آٹے کے پھلکے تیار ہوئے۔ عورتوں نے ان کو دیکھا اور وہ حیران رہ گئیں۔ وہ وفورِ شوق میں اپنی انگلیاں ان پھلکوں کو لگاتیں اور بے ساختہ کہتیں۔ اُف کیسا نرم پھلکا ہے۔ کیا اِس سے اچھا آٹا بھی دنیا میں ہوسکتا ہے؟

روٹی تو پک گئی لیکن یہاں سے حضرت عائشہؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی کہانی شروع ہوتی ہے اور آپؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا جذبات تھے۔ حضرت عائشہؓ نے پھلکے میں سے، اس چھوٹی سی روٹی میں سے ایک لقمہ توڑا اور منہ میں ڈالا۔ وہ ساری کی ساری عورتیں جو وہاں کھڑی تھیں اِس شوق سے حضرت عائشہؓ کا منہ دیکھنے لگیں کہ اِس کے کھانے سے حضرت عائشہؓ کی عجیب حالت ہوگی۔ نرم پھلکا ہے کھا کے وہ مزہ لیں گی۔ وہ خوشی کا اظہار کریں گی اور خاص قسم کی لذت اِس سے محسوس کریں گی۔ مگر حضرت عائشہؓ کے منہ میں وہ لقمہ گیا تو جس طرح کسی نے گلا بند کردیا ہو۔ وہ لقمہ ان کے منہ میں ہی پڑا رہ گیا اور ان کی آنکھوں میں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ عورتوں نے کہا۔ بی بی آٹا تو بڑا ہی اچھا ہے۔ روٹی اِتنی نرم ہے کہ اِس کی کوئی حد ہی نہیں۔ آپؓ کو کیا ہوگیا ہے کہ اسے نگل ہی نہیں سکیں اور رونے لگ گئیں؟ کیا اِس آٹے میں کوئی نقص ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ آٹے میں نقص نہیں۔ مَیں مانتی ہوں کہ یہ بڑا ہی نرم پھلکا ہے اور ایسی چیز پہلے ہم نے کبھی نہیں دیکھی مگر میری آنکھوں سے اِس لیے آنسو نہیں بہے کہ اِس آٹے میں کوئی نقص ہے بلکہ مجھے وہ دن یاد آگئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں سے گزر رہے تھے۔ آپؐ ضعیف ہوگئے تھے اور سخت غذا نہیں کھاسکتے تھے مگر ان دنوں میں بھی ہم پتھروں سے گندم کچل کر اور اسکی روٹیاں پکا پکا کر آپؐ کو دیتے تھے۔ پھر آپؓ نے فرمایا۔ وہ جس کے طفیل ہم کو یہ نعمتیں ملیں وہ تو اِن نعمتوں سے محروم چلا گیا لیکن ہم جنہیں اس کے طفیل سے یہ سب عزتیں مل رہی ہیں ہم وہ نعمتیں استعمال کر رہے ہیں۔ یہ کہا اور لقمہ تھوک دیا اور فرمایا۔ اٹھا لے جاؤ یہ پھلکے میرے سامنے سے۔ مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آکر گلے میں پھندا پڑتا ہے اور مَیں یہ پھلکا نہیں کھاسکتی۔ (ماخوذ از آئندہ وہی قومیں عزت پائیں گی جو مالی وجانی قربانیوں میں حصہ لیں گی، انوار العلوم، جلد 21، صفحہ 155-156)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدائن کو فتح کیا۔ (مدائن کسریٰ کی تخت گاہ تھا) تو آپؓ نے ان کو مسجد میں چمڑے کی چٹائی بچھانے کا حکم دیا اور اموالِ غنیمت کے بارے میں حکم دیا جو اس چٹائی پر انڈیل دیے گئے۔ پھر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جمع ہوئے تو سب سے پہلے جس نے آپؓ سے مالِ غنیمت لینے کی ابتدا کی وہ حضرت حسن بن علیؓ تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے اس میں سے میرا حق مجھے عطا فرمائیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو کہا بڑی خوشی سے اور عزت سے اور ان کو ایک ہزار درہم دینے کا حکم فرمایا۔ پھر وہ یعنی حسنؓ چلے گئے اور حسین بن علیؓ آپ کی طرف آگے بڑھے اور عرض کیا اے امیر المومنین! جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا اس میں سے میرا حق مجھے عطا فرمائیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو کہا بڑی خوشی سے اور عزت کے ساتھ اور ان کو ایک ہزار درہم دینے کا حکم فرمایا۔ پھر آپؓ کے بیٹے یعنی حضرت عمرؓ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ آپ کی طرف آگے بڑھے اور عرض کیا اے امیر المومنین! جو مال اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے اس میں سے میرا حق مجھے عطا فرمائیں۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کو کہا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور انہیں پانچ سو درہم دینے کا حکم فرمایا۔ اس پر عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! مَیں ایک طاقتور مرد ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلوار چلایا کرتا تھا اور حَسن اور حُسین اس وقت بچے تھے جو مدینہ کی گلیوں میں پھرا کرتے تھے۔ آپؓ نے ان دونوں کو ایک ایک ہزار درہم دیے ہیں اور مجھے پانچ سو۔ آپؓ نے فرمایا: ہاں! جاؤ اور میرے پاس ایسا باپ لے کے آؤ جیسا ان دونوں کا باپ ہے اور ماں جو اِن دونوں کی ماں کے جیسی ہو اور نانا جو اِن دونوں کے نانا جیسا ہو اور نانی جو اِن دونوں کی نانی جیسی ہو اور چچا جو ان دونوں کے چچا جیسا ہو اور ماموں جو اِن دونوں کے ماموؤں جیسا ہو اور خالہ جو ان دونوں کی خالہ جیسی ہو اور یقیناً تُو میرے پاس نہیں لاسکے گا۔ (ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، جلد 3، صفحہ 292-293، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) (فرہنگ سیرت، صفحہ 264، زوار اکیڈیمی کراچی 2004ء)

ابوجعفر سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے جب ارادہ کیا کہ لوگوں کیلئے وظیفے مقرر کردیں اور آپؓ کی رائے سب لوگوں کی رائے سے بہتر تھی تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپؓ اپنی ذات سے شروع کریں۔ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ چنانچہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی رشتہ دار سے شروع کیا۔ آپؓ نے پہلے حضرت عباسؓ کا اور پھر حضرت علیؓ کا حصہ مقرر کیا۔ (ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، جلد 3، صفحہ 241، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ (الحجرات:14)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ○ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ ○ وَخَسَفَ الۡقَمَرُ ○ وَجُمِعَ الشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ ○ یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ○ (القیامۃ:7 تا 11)

ترجمہ: وہ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا؟ تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی اور چاند گہنا جائے گا اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔ اُس دن انسان کہے گا فرار کی راہ کہاں ہے؟

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

حضرت عمر بن خطابؓ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی عزت کرتے تھے اور ان کو سوار کرتے اور ان دونوں کو عطا کرتے تھے جیسے ان کے والد کو عطا کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ یمن سے کچھ حُلّے یعنی کپڑوں کے جوڑے آئے تو آپؓ نے انہیں صحابہ کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور ان دونوں کو ان میں سے کچھ نہ دیا اور فرمایا: ان میں ان دونوں کے لائق کوئی چیز نہیں۔ پھر آپؓ نے یمن کے نائب کو پیغام بھیجا تو اس نے ان دونوں کے مناسب حال حُلّے بنوائے۔

(البدایۃ والنھایۃ، جلد 4، جزء 8، باب فضل ذکر فی شیءٍ من فضائلہ، صفحہ 214-215، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001ء)

یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ بھی چلے گا اس وقت مَیں بعض مرحومین کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ نماز کے بعد نمازِ جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ ان میں سے پہلا ذکر ہے سہیلہ محبوب صاحبہ اہلیہ فیض احمد صاحب گجراتی درویش مرحوم جو ناظر بیت المال تھے۔ سہیلہ صاحبہ کی نوّے سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ یہ بہار کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے والد احمدی نہیں تھے لیکن ان کی والدہ اپنے والد کی بیعت کے بعد خود مطالعہ کر کے احمدیت میں شامل ہوئیں اور تین چار سال تک اپنے خاوند کی بے رخی سے بہت تکلیف بھی اٹھائی لیکن احمدیت پر ثابت قدم رہیں۔ ان کے خاوند احمدی تو نہیں ہوئے لیکن بعد میں مخالفت ترک کر دی اور بیٹیوں کے رشتے بھی احمدی گھرانوں میں ہوئے۔ اس طرح سہیلہ صاحبہ کا بھی رشتہ احمدیوں میں ہوا۔ 1958ء میں مرحومہ کی والدہ اپنی بیٹی سہیلہ محبوب کے ساتھ پہلی بار قادیان آئیں۔ سہیلہ محبوب صاحبہ کہتی ہیں ان کو قادیان کی بستی سے بہت اُنس ہو گیا۔ بہت دعائیں کیں کہ کسی طرح وہ قادیان میں ہی آباد ہو جائیں۔ بہرحال انہوں نے زندگی وقف کی۔ اس وقت ناظر خدمت درویشاں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تھے۔ اس لیے انہوں نے زندگی وقف کے خط کے جواب میں ان کو لکھا کہ مجھے آپ کے وقف کا علم ہوا ہے اور آپ کا یہ اقدام بڑی قدر کے قابل ہے۔ وقف کے ماتحت آپ کا اولین فرض ہے کہ دین کا علم سیکھیں۔ اپنے اعمال کو اسلام اور احمدیت کے مطابق بنائیں تا کہ بہترین نمونہ قائم ہو۔ چنانچہ 1964ء میں یہ بہرحال وقف ہوئیں۔ 1964ء میں مرحومہ کی شادی چودھری عبداللہ صاحب درویش سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی لیکن کچھ دیر بعد علیحدگی ہو گئی۔ پھر ان کی دوسری شادی چودھری فیض احمد صاحب گجراتی درویش سے ہوئی۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ بچپن میں فوت ہو گیا۔ مرحومہ کو ریٹائرمنٹ تک تقریباً تیس سال نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں بطور ہیڈ مسٹرس خدمت کا موقع ملا۔

دوسرا ذکر راجہ خورشید احمد منیر صاحب مربی سلسلہ کا ہے جو آج کل آسٹریلیا میں تھے وہاں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کو لمبا عرصہ پاکستان اور کشمیر کے مختلف علاقوں میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔ ایک نڈر مربی سلسلہ تھے۔ کشمیر میں خدمت کے دوران آپ کو بہت مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ 74ء کے پُرآشوب حالات کے دوران بڑی بہادری سے مخالفت کا سامنا کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک میٹنگ میں آپ کے بارے میں یہ فرمایا کہ وہاں ہمارا ایک بہادر مربی ہے۔ ’’بہادر مربی‘‘ کے لقب سے نوازا۔ راجہ خورشید احمد منیر صاحب نے راولپنڈی میں اپنا ایک گھر بھی خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے زمانے میں جماعت کو بطور عطیہ دیا اور انہوں نے ان کے عطیے کو قبول فرمایا۔

راجہ صاحب تقسیم پاک و ہند کے بعد احمد نگر چلے گئے تھے۔ جامعہ احمدیہ کا جہاں قیام عمل میں آیا تھا وہاں یہ پڑھتے رہے۔ اخراجات پورے کرنے کیلئے انہوں نے کمرے میں ہی ایک چھوٹی سی دکان کھول لی۔ پھر 1948ء میں فرقان بٹالین میں بھی شامل ہوئے۔ 49ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور جامعہ کی شاہد کی پہلی کلاس سے امتحان پاس کرنے کے بعد مربی سلسلہ کی حیثیت سے پاکستان کے مختلف مقامات اور کشمیر میں دینی خدمات انجام دیں۔ 1974ء میں ان کے گھر پر حملہ ہوا لیکن آپ نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا اور ہجوم کے پتھراؤ سے زخمی بھی ہوئے لیکن بہرحال سب گھر والے محفوظ رہے۔ آپ ہمیشہ ثابت قدمی کی تلقین کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ الٰہی جماعتوں پر ایسے ابتلا آتے ہیں، امتحانات آتے ہیں۔ اور ان حالات میں بھی بڑی جرأت کے ساتھ جماعتوں کا دورہ کیا کرتے تھے۔ لوگوں کے گھروں میں جایا کرتے تھے اور کئی دفعہ ایسا ہوا کہ اس دورے کے دوران جہاں لوگوں کو، جماعت کے افراد کو ملنے جاتے تھے لوگوں نے ان کو پکڑا اور مارا لیکن کبھی انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔ ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ آج کل آسٹریلیا میں تھے۔ وہیں ان کی وفات ہوئی ہے۔

اگلا ذکر ضمیر احمد ندیم صاحب کا ہے۔ چھپن سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ ان کو کینسر کی تکلیف تھی۔ ان کے پڑدادا رحیم بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے 1897ء میں ان کے خاندان میں احمدیت آئی اور جب ان کے پڑدادا نے سنا کہ امام مہدی آ گئے ہیں تو اپنے گاؤں شکار پور ماچھیاں، یہ ضلع گورداسپور میں گاؤں تھا، وہاں سے قادیان جلسہ میں شرکت کیلئے گئے اور بیعت کر لی۔ پھر اپنے ایک عزیز مہر دین صاحب کو بتایا وہ بھی گئے انہوں نے بھی بیعت کر لی اور پھر ان کی تبلیغ سے تقریباً پورا گاؤں ہی احمدی ہو گیا۔

ضمیر صاحب نے جامعہ پاس کرنے کے بعد اصلاح و ارشاد مقامی کے تحت کچھ عرصہ میدانِ عمل میں کام کیا۔ پھر دفتر منصوبہ بندی کمیٹی میں ان کی تقرری ہوئی۔ پھر نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کے تحت خدمت کی توفیق ملی۔ 2005ء سے وفات تک یہ معاون ناظر وصیت شعبہ استقبالیہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بیٹے اور بیٹی سے نوازا۔ ان کے بیٹے بھی مربی سلسلہ ہیں۔ تعلقات بھی ان کو خوب بنانے آتے تھے۔ باسکٹ بال کے کھلاڑی بھی اچھے تھے۔ اس وجہ سے تعلقات ہوتے تھے اور پھر جماعت کیلئے اس تعلق کا استعمال بھی کرتے تھے، فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ تہجد گزار تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل بہت زیادہ تھا۔ مشکل وقت میں فوراً دو نفل پڑھنا اور خلیفہ وقت کو خط لکھنا ان کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی دعاؤں اور نوافل کو اللہ تعالیٰ قبول بھی فرماتا تھا۔

اگلا ذکر مکرم عیسیٰ موا کی تلیمہ (Issa Mwaki Talima) صاحب کا ہے۔ یہ تنزانیہ کے ہیں۔ گذشتہ دنوں میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ یہ عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ انیس سال کی عمر میں اردگرد کے ماحول کی وجہ سے مذہبی گفتگو میں دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ چند سال بعد جماعت کے عقائد سے تعارف ہوا اور تحقیق کرنے کے بعد 1992ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو گئے۔ بیعت کے بعد مرحوم کے اندر ایک پاکیزہ تبدیلی پیدا ہوئی جو ان کے قریبیوں کو بھی واضح طور پر محسوس ہوتی تھی اور ان کی اس پاک تبدیلی کو دیکھ کر ان کی اہلیہ نے بھی بیعت کر لی۔ بیعت کے بعد مرحوم نے اپنے دینی علم کو بڑھانے کیلئے بہت محنت کی۔ اپنے کام کے دوران بھی اسلام احمدیت کی تبلیغ کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ متعدد مرتبہ اظہار کیا کہ خدا کی راہ میں دینے سے کاروبار اور مال میں برکت پڑتی ہے۔ ان کا کاروبار تھا۔ بہت ہی ملنسار خوش اخلاق اور عاجز انسان تھے۔ واقفین زندگی، جماعتی عہدیداران اور کارکنان سے بہت عزت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیویاں اور دس بچے شامل ہیں۔

امیر و مشنری انچارج تنزانیہ لکھتے ہیں کہ مرحوم کو دار السلام کا ریجنل پریذیڈنٹ مقرر کیا گیا۔ ان کی طبیعت میں سادگی نمایاں تھی جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتے تھے۔ خاموش خدمت کرنے والے بزرگ تھے۔ پھر یہ نائب امیر تنزانیہ مقرر ہوئے اور اس کام میں بھی بڑے اعلیٰ رنگ میں اپنی خدمات سرانجام دیں۔ بہت ہی صائب الرائے بزرگ تھے۔ ہمیشہ جماعتی نظام کی عزت و وقار کا خیال رکھا کرتے تھے۔ احمدیوں کو آپس میں باہمی رواداری کے ساتھ رہنے اور خلافت احمدیہ سے وابستہ ہو جانے کی ہمیشہ تلقین کرتے رہتے تھے۔ جماعتی کارکنان کی ذاتی ضروریات کا بھی خیال رکھا کرتے تھے۔ ہر ممکن تعاون کی کوشش کرتے تھے بلکہ کارکنان کو صبح اپنے کام پہ جاتے ہوئے اپنی گاڑی میں لے کے دفتر آتے تھے تا کہ بسوں میں آتے ہوئے ان کا وقت ضائع نہ ہو۔ اپنے گھر میں ایک کمرہ نماز سینٹر کے طور پر بنایا ہوا تھا جہاں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ موصیان کو حصہ جائیداد کی ادائیگی کیلئے جب تحریک کی گئی تو انہوں نے سب سے پہلے اپنی دو قیمتی جائیدادوں کی تشخیص کروائی اور حصہ جائیداد کی ادائیگی کر دی۔

اگلا ذکر مکرم شیخ مبشر احمد صاحب سپروائزر نظامت تعمیرات قادیان کا ہے جو شیخ اسرار احمد صاحب کیرنگ اوڈیشہ انڈیا کے بیٹے تھے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں میں کورونا کی وجہ سے وفات ہوئی۔ ان کی عمر تینتیس سال تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ پرانے احمدی خاندان میں سے ان کا خاندان ہے۔ نہایت بااخلاق نمازی اور خدمت دین کیلئے تیار رہنے والے خادم سلسلہ تھے۔ بچپن سے ہی مسجد کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ آٹھ سالوں سے مرحوم نظامت تعمیرات قادیان میں بہت خوش اسلوبی سے بطور سپروائزر خدمت بجالا رہے تھے اور بڑی سنجیدگی سے کام کرنے والے تھے۔ گہرائی میں جا کر اپنے کام کو دیکھتے تھے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ والدین دو بھائی اور ایک بہن شامل ہیں۔

اگلا ذکر مکرم سیف علی شاہد صاحب کا ہے جن کی سڈنی میں وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے ننھیال کی طرف سے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چودھری محمد علی صاحب تھے اور چودھری گامے خان صاحب تھے جن کے یہ نواسے اور پڑنواسے تھے۔ حیدر علی ظفر صاحب ان کے بھائی ہیں جو مبلغ سلسلہ جرمنی ہیں اور آج کل نائب امیر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ 1961ء میں یہ میٹرک کر کے حیدر آباد میں ملازم ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ہم دو بھائیوں کی تعلیم کا خرچ بھی اٹھاتے رہتے تھے۔ ہمارے اخراجات پورے کرتے تھے اور والدین کی بھی بڑی بے لوث ہو کے انہوں نے خدمت کی۔ نہایت ملنسار، نرم گو اور عاجز انسان تھے۔ بچوں سے شفقت اور نوجوانوں سے محبت سے پیش آتے تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے بے انتہا محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو بھی خلافت سے محبت اور اطاعت کا درس دیا۔ عہدیداروں کی بہت عزت کرتے تھے۔ کسی بھی عہدے دار کے خلاف کبھی کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ بہت ہی دعا گو انسان تھے۔ نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ نمازوں کو سنوار کر ادا کرنے والے تھے۔ پاکستان میں جب یہ تھے تو بطور سیکرٹری مال، سیکرٹری وقف جدید ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ پھر میر پور خاص میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کو صدر جماعت مقرر فرمایا اور امارت کے قیام تک یہ وہاں صدر جماعت رہے۔ ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی شہادت کے بعد ان کو امیر مقامی اور امیر ضلع کی خدمت کی بھی توفیق ملی اور آسٹریلیا روانگی تک آپ وہاں امیر ضلع میر پور خاص رہے۔ ذیلی تنظیموں میں بھی ان کو کافی خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح آسٹریلیا میں قضا بورڈ کے ممبر تھے۔ نائب صدر اول انصار اللہ تھے اور اسی طرح جماعت میں 2016ء سے سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ دو بیٹے بھی ان کی زندگی میں فوت ہوئے اور بڑے صبر سے انہوں نے ان کے صدمے کو برداشت کیا۔ بہرحال پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ان کے چار بیٹے شامل ہیں۔

اگلا ذکر مکرم مسعود احمد حیات صاحب ابن رشید احمد حیات صاحب کا ہے جن کی اسّی سال کی عمر میں وفات

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے اپنے صالح بندوں کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے وہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان سے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر سورۃ السجدۃ، لا تعلم نفس حدیث نمبر 4406)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر بچہ فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ
اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں (یعنی قریبی ماحول سے بچے کا ذہن متأثر ہوتا ہے)

(مسلم، کتاب القدر)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے www.ahmadipedia.org کا اجرا فرمایا

اس میں جماعتی کتب، شخصیات، واقعات، عقائد وغیرہ کے حوالے سے بنیادی معلومات مہیا کی گئی ہیں

کسی بھی موضوع پر آپ بھی اپنی معلومات یا شواہد یا دستاویزات اس کیلئے مہیا کر سکیں گے

الحمدللہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 2/جولائی 2021 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ کی ایک نئی ویب سائٹ www.ahmadipedia.org کا اجرا فرمایا۔اس کی تفصیل کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’احمدیہ انسائیکلو پیڈیا ایک بنائی گئی ہے جو آج لانچ کیا جائے گا مرکزی شعبہ آرکائیو اور ریسرچ سینٹر نے یہ بنائی ہے۔یہ ویب سائٹ افراد جماعت کیلئے آن لائن مہیا کی جارہی ہے۔اس تک رسائی جو ہے وہ www.ahmadipedia.org پر ہوسکتی ہے جہاں ایک سرچ انجن کی طرز پر home page مواد تلاش کرنے کے لئے کھل جائے گا۔اسے نہایت سادہ اور استعمال کے لئے آسان رکھا گیا ہے۔جماعتی کتب شخصیات واقعات عقائد وغیرہ کے حوالے سے بنیادی معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ہر انٹری کے ساتھ متعلقہ ویب سائٹس وڈیوز اور جماعتی اخبارات سے مضامین کے لنک فراہم کئے گئے ہیں تا کہ تفصیلی معلومات ان ذرائع سے حاصل کی جاسکیں۔تفصیلات کے لئے دیئے گئے ان لنکس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جماعت احمدیہ کی دیگر ویب سائٹس تک بھی صارفین کو رسائی حاصل ہوگی اور وہ تمام اخبارات اور رسائل سے استفادہ کر سکیں گے۔دنیا بھر میں پھیلے احباب جماعت کے پاس بہت سی مفید معلومات ہیں جو کہیں ریکارڈ شدہ نہیں۔احمدی پیڈیا کی ویب سائٹ پر ایک آپشن contribute کے نام سے بھی دی گئی ہے جہاں وہ کسی بھی موضوع پر اپنی معلومات یا شواہد یا دستاویزات مہیا کر سکیں گے۔یہ نہیں کہ خود براہ راست ڈال دیں بلکہ وہ اس کی انتظامیہ کو مہیا کریں گے۔اس مہیا کردہ مواد پر تحقیق اور تصدیق کے بعد اسے متعلقہ موضوع کی انٹری میں شامل کر دیا جائے گا۔اس طرح یہ ویب سائٹ تمام جماعت کے تعاون سے جاری وساری رہنے والا پراجیکٹ بنے گی اور انشاء اللہ ہر احمدی کے لئے فائدہ مند ہوگی۔اگر کسی کو ویب سائٹ پہ کوئی مطلوبہ مواد نہ ملے تو وہ احمدی پیڈیا سے رابطہ کر سکے گا اور پھر یہ لوگ ویب سائٹ پر مطلوبہ مواد مہیا کرنے کا انتظام کریں گے۔اگرچہ یہ تمام معلومات مصدقہ ذرائع سے مہیا کی گئی ہیں تاہم اگر کسی صارف کے پاس ایسے شواہد ہوں جو کسی بھی معلومات کے برعکس ہوں تو ہمیں ایسے شواہد مہیا کریں تا کہ بعد تحقیق جماعت کی تاریخ کو مصدقہ طور پر محفوظ کرنے کا انتظام کیا جاسکے۔اس ویب سائٹ کی تیاری کیلئے تمام ٹیکنیکل مراحل مرکزی شعبہ آئی ٹی نے بحسن وخوبی سرانجام دیئے ہیں اور بڑی محنت کی ہے شعبہ آئی ٹی نے اس کیلئے جس میں ان کا مستقل عملے کے علاوہ والنٹیئرز بھی شامل ہیں۔مواد کی تیاری کیلئے مرکزی شعبہ آرکائیو کے مربیان اور والنٹیئرز نے بڑی محنت کی ہے اور حصول مواد اردو سے ترجمہ مواد کی اپ لوڈنگ غرض تمام کاموں میں انتھک محنت سے کام کیا ہے ان سب نے جو بھی یہ کام کرنیوالے ہیں اس ویب سائٹ کیلئے، اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا بھی دے اور جمعہ کی نماز کے بعد انشاء اللہ آج میں اس کو لانچ بھی کروں گا۔‘‘

نماز جمعہ کے بعد حضور انور نے اس کو لانچ کیا اور دُعا کرائی۔اس لائیو دعا میں تمام دُنیا کے احمدی بذریعہ ایم.ٹی.اے شامل ہوئے۔دعا ہے اللہ تعالیٰ اس نئی ویب سائٹ کا اجرا جماعت کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔آمین (ادارہ)

......☆......☆......☆......

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کی جانب سے یک روزہ کھیلوں کا انعقاد اور حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ازراہ شفقت اس میں تشریف آوری

مورخہ 4/جولائی 2021 کو ویورلی ایبے اسکول ٹلفورڈ میں مجلس خدام لاحمدیہ برطانیہ کی جانب سے ایک روزہ کھیلوں کا انعقاد کیا گیا۔ یہ کھیلیں کورونا ایس او پیز کا خاص خیال رکھتے ہوئے منعقد کی گئیں جن میں شمولیت کیلئے ویکسینیشن کی دونوں خوراکوں کا لگا ہونا، سائیٹ پر کورونا کا ٹیسٹ منفی آنا، ماسک پہننا اور سماجی دوری برقرار رکھنا ضروری شرائط تھیں۔ان کھیلوں کے انعقاد کا مقصد Mercy4Mankind کے نام سے خدمتِ انسانی کیلئے چندہ اکٹھا کرنا تھا۔

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کی درخواست کو ازراہ شفقت قبول فرماتے ہوئے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کیلئے تشریف لائے۔حضور انور نے خدام کے مابین ہونے والے رسہ کشی کے فائنل اور پھر سلو سائیکلنگ کے مقابلہ جات کو دیکھا۔حضورِ انور نے سلو سائیکلنگ کا مقابلہ جیتنے والے خادم مسرور ریجن سے تعلق رکھنے والے جاذب چیمہ صاحب کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ان کا نام دریافت فرمایا۔

بعد ازاں ریجنل قائدین اور نیشنل عاملہ کے مابین رسہ کشی کا نمائشی مقابلہ ہوا۔حضورِ انور نے ازراہِ شفقت دورانِ مقابلہ فرمایا کہ ریجنل قائدین ذرا بیٹھ کر رہو تو جیت جاؤ گے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ریجنل قائدین کی ٹیم نے مقابلہ اپنے نام کرلیا۔

قریبا سات بجے حضورِ انور نے دعا کروائی اور واپس اسلام آباد تشریف لے گئے۔مارچ 2020ء سے کورونا لاک ڈاؤن کی صورتحال پیدا ہو جانے کے بعد امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایسی کسی عوامی تقریب میں یہ پہلی شمولیت ہے۔

نعمان احمد مجلس مچم پارک، شریف ریجن نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ الحمدللہ کہ کافی عرصے کے بعد ہمارے پیارے حضورِ ہمارے درمیان رونق افروز ہوئے۔حضورِ انور جب تشریف لائے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ فرشتوں کی ایک فوج ہماری محفل میں شامل ہوگئی ہے۔میں اپنے آپ کو دیکھوں تو اس قابل بھی نہیں سمجھتا لیکن ہمارے پیارے حضور، پوری دنیا کے امام اور خلیفۂ وقت ہمارے درمیان رونق افروز تھے۔اس بات کو سوچ کر میں خوب استغفار کرتا رہا۔میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کرسکوں۔

اللہ تعالیٰ پیارے آقا کا ہر آن حامی و ناصر ہو اور روح القدوس کے ذریعہ ہر لمحہ تائید ونصرت فرماتا چلا جائے۔آمین۔ (بشکریہ ویب سائٹ الفضل انٹرنیشنل لندن)

ہوئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ان کے خاندان میں بھی احمدیت ان کے دادا حضرت بابو عمر حیات صاحب ابن چودھری پیر بخش صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی۔عمر حیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودہ سال کی عمر میں 1898ء میں بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔پہلے فوج میں ملازمت کی پھر وہ کینیا چلے گئے۔مسعود حیات صاحب 1967ء میں کینیا سے یوکے آگئے اور پھر یہیں مستقل رہائش ہوگئی۔نہایت نفیس طبع، صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، شفیق انسان تھے۔دو مرتبہ ان کو حج کرنے کی توفیق ملی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ مختلف ممالک کے دورہ جات میں ڈرائیونگ اور سیکیورٹی کی خدمت سرانجام دینے کی توفیق ملی۔1983ء میں جب بیت الاحد مسجد والتھم سٹو (Walthamstow) میں خریدی گئی تو اس میں سب سے زیادہ حصہ مرحوم اور ان کی اہلیہ طاہرہ حیات صاحبہ مرحومہ کا تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ پر مالی لحاظ سے خاص فضل فرمایا ہوا تھا اور اس مال کا بہت حصہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ بھی کیا کرتے تھے۔جب ریڈ برج (Redbridge) ایسٹ لندن کی جماعت الگ ہوئی تو اس جماعت کے پاس اپنی کوئی مسجد نہیں تھی۔جب ان کو علم ہوا تو آپ نے اپنے گھر کا ایک حصہ جماعت کیلئے وقف کر دیا۔جہاں تین سال تک جماعت سینٹر قائم رہا اور جماعت کے مختلف کام بھی وہاں ہوتے تھے۔ان کے دو بیٹے ہیں۔پہلی اہلیہ توفوت ہوگئی تھیں۔اہلیہ ثانی ہیں اور دو بیٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی احمدیت کے ساتھ جوڑے رکھے اور آگے نسلوں کے حق میں ان بزرگوں کی دعائیں بھی قبول ہوں۔نماز کے بعد جیسا کہ مَیں نے کہا نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا۔

......☆......☆......☆......

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

کہ اس نے خود دو بیویاں کی ہوئی تھیں۔ پہلے اس نے انکار کیا پھر کہا کہ وہ دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔ میں نے کہا جب وہ نعوذ باللہ خدا تھا تو پھر پہلے اور پیچھے کا تو سوال ہی نہیں۔ عالم الغیب ہستی کیلئے پہلے پیچھے کوئی معنے نہیں رکھتا۔اس کو پہلے ہی علم ہونا چاہئے تھا کہ میں آگے چل کر کیا تعلیم دینے والا ہوں۔ نیز اس نے دعویٰ کے بعد اپنے بیٹے عباس کو دو بیویاں کرنے کی اجازت دی کیونکہ اسکے ہاں اولاد نہ تھی۔اس پر اس عورت کے کان میں ایک ایرانی بہائی عورت نے جو ایران کی تھی چپکے سے کہا کہ دوسری بیوی کو بہاء اللہ نے بہن بنا لیا تھا اور یہی بات اس انگریز عورت نے دوہرا دی۔اس پر میں نے کہا کہ بہاء اللہ کے دعویٰ کے بعد دونوں عورتوں سے اولاد ہوئی ہے۔کیا بہن کے ہاں اولاد پیدا کی گئی تھی۔ اس پر وہ حیران ہوکر اپنی دوست سے پوچھنے لگی کہ کیا دعویٰ کے بعد دوسری عورت کے ہاں اولاد ہوتی رہی ہے؟ اور جب اس نے کہا کہ ہاں تو مجلس میں سب ہنس پڑے کہ ابھی تو بہن قرار دیا تھا اور ابھی اس کے ہاں اسی زمانہ میں اولاد کا ہونا بھی تسلیم کرلیا۔غرض بہائی لوگ ہر ملک میں جاکر علیحدہ قانون بناتے ہیں۔ یہی حال عیسائیت کا ہے۔ چنانچہ ان کی مشنری کتب میں کھلے طور پر بحثیں ہوتی رہتی ہیں کہ ہر قوم کے آگے کس رنگ میں مسیح علیہ السلام کو پیش کرنا چاہئے۔شروع مسیحیت میں بھی روم والوں نے جب مطالبہ کیا کہ سبت ہفتہ کی جگہ اتوار کو ہو تو مسیحیوں نے ان کی خاطر ہفتہ کی بجائے سبت اتوار کو قرار دے دیا۔اسکے بالمقابل اسلام کو دیکھو شروع سے لے کر اس وقت تک سب تعلیم ایک جڑھ پر قائم ہے۔نہ کم کرنے کی ضرورت ہوئی نہ زیادہ کرنے کی۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 476، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا ✿ کس طرح شکر کروں اَے مرے سلطاں تیرا

ایک ذرّہ بھی نہیں تو نے کیا مجھ سے فرق ✿ میرے اس جسم کا ہر ذرّہ ہو قرباں تیرا

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ ✿ کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بے راہ

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے ✿ مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

نبیوں کا سردار ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دوسروں کے عیوب چُھپانا

آپ کی نظر میں اگر کسی کا عیب آجاتا تو آپ اُسے چھپاتے تھے اور اگر کوئی اپنا عیب ظاہر کرتا تھا تو اُس کو بھی عیب ظاہر کرنے سے منع فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو بندہ کسی دوسرے بندے کا گناہ دنیا میں چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ قیامت کے دن چھپائے گا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ میری اُمت میں سے ہر شخص کا گناہ مٹ سکتا ہے (یعنی توبہ سے) مگر جو اپنے گناہوں کا آپ اظہار کرتے پھریں اُن کا کوئی علاج نہیں۔ پھر فرماتے کہ آپ اظہار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص رات کے وقت گناہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُس پر پردہ ڈال دیتا ہے مگر صبح کے وقت وہ اپنے دوستوں سے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ اے فلانے! میں نے رات کو یہ کام کیا تھا، اے فلانے! میں نے رات کو یہ کام کیا تھا۔ رات کو خدا اُس کے گناہ پر پردہ ڈال رہا تھا صبح یہ اپنے گناہ کو آپ ننگا کرتا ہے۔

بعض لوگ نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ گناہ کا اظہار توبہ پیدا کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گناہ کا اظہار توبہ پیدا نہیں کرتا، گناہ کا اظہار بے حیائی پیدا کرتا ہے۔ گناہ بہرحال بُرا ہے مگر جو لوگ گناہ کرتے ہیں اور اُن کے دل میں شرم اور ندامت محسوس ہوتی ہے اُن کیلئے توبہ کا راستہ کھلا رہتا ہے اور تقویٰ اُن کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی نیک موقع ایسا آجاتا ہے کہ تقویٰ غالب آجاتا ہے اور گناہ بھاگ جاتا ہے۔ مگر جو لوگ اپنے گناہوں کو پھیلاتے اور ان پر فخر کرتے ہیں ان کے دل سے احساسِ گناہ بھی مٹ جاتا ہے اور جب احساسِ گناہ بھی مٹ جائے تو پھر توبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اُس نے کہا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے زنا کیا ہے۔ زنا اسلام میں تعزیری جرائم میں سے ہے یعنی اسلامی شریعت جہاں جاری ہو وہاں ایسے شخص کو جس کا زنا اسلامی اصول کے مطابق ثابت ہو جائے جسمانی سزا دی جاتی ہے۔ جب اُس نے کہا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے زنا کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسری طرف باتوں میں مشغول ہو گئے۔ درحقیقت رسول کریم ﷺ اُس کو یہ بتا رہے تھے کہ جس گناہ پر خدا نے پردہ ڈال دیا ہے اسکا علاج توبہ ہے اسکا علاج اعلان نہیں۔ مگر وہ اِس بات کو نہ سمجھا اور یہ خیال کیا کہ شاید رسول کریم ﷺ نے میری بات کو سنا نہیں اور جس طرف آپ کا منہ تھا اُدھر کھڑا ہو گیا اور پھر اُس نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہ! میں نے زنا کیا ہے۔ پھر آپ نے دوسری طرف منہ کر لیا۔ پھر بھی وہ نہ سمجھا اور دوسری طرف آکر اُس نے پھر اپنی بات دُہرائی۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر اُس کی طرف توجہ نہ کی اور دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ پھر وہ شخص اُس طرف آکھڑا ہوا جس طرف آپ کا منہ تھا اور پھر اُس نے چوتھی دفعہ وہی بات کہی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو چاہتا تھا کہ یہ اپنے گناہ کی آپ تشہیر نہ کرے جب تک خدا اِس کی گرفت کا فیصلہ نہیں کرتا مگر اِس نے چار دفعہ اپنے نفس پر خود ہی گواہی دی ہے اس لئے اب میں مجبور ہوں۔ پھر فرمایا اس شخص نے اپنے آپ پر الزام لگایا ہے۔ اُس عورت نے الزام نہیں لگایا جس کے متعلق یہ زنا کا دعویٰ کرتا ہے اُس عورت سے پوچھو۔ اگر وہ انکار کرے تو اُسے کچھ مت کہو اور صرف اِس کو اس کے اپنے اقرار کے مطابق سزا دو۔ لیکن اگر وہ عورت بھی اقرار کرے تو پھر اُسے بھی سزا دو۔ رسول کریم ﷺ کا طریق تھا کہ جن امور کے متعلق قرآنی تعلیم نازل نہ ہو چکی ہوتی تھی اُن میں آپ تورات کی تعلیم پر عمل کر لیتے تھے۔ تورات کے حکم کے مطابق زانی کیلئے سنگساری کا حکم ہے۔ چنانچہ آپ نے بھی اُس شخص کے سنگسار کئے جانے کا حکم دیا۔ جب لوگ اُس پر پتھر پھینکنے لگے تو اُس نے بھاگنا چاہا، لیکن لوگوں نے دَوڑ کر اُس کا تعاقب کیا اور تورات کی تعلیم کے مطابق اُسے قتل کر دیا۔ جب رسول کریم ﷺ کو اِس کا علم ہوا تو آپ نے اسکو ناپسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا اُس کو سزا اُسکے اقرار کے مطابق دی گئی۔ جب وہ بھاگا تھا تو اُس نے اپنا اقرار واپس لے لیا تھا اس لئے تمہارا کوئی حق نہ تھا کہ اُسکے بعد اُسکو سنگسار کرتے اُسکو چھوڑ دینا چاہئے تھا۔

آپ ہمیشہ حکم دیتے تھے کہ شریعت کا نفاذ ظاہر پر ہونا چاہئے۔ ایک دفعہ ایک جنگ پر کچھ صحابہؓ گئے ہوئے تھے راستہ میں ایک مشرک اُنہیں ایسا ملا جو اِدھر اُدھر جنگل میں چُھپا پھرتا تھا اور جب کبھی اُسے کوئی اکیلا مسلمان مل جاتا تو اُس پر حملہ کر کے وہ اُسے مار ڈالتا۔ اُسامہ بن زیدؓ نے اسکا تعاقب کیا اور ایک موقع پر جا کر اُسے پکڑ لیا اور اسے مارنے کیلئے تلوار اُٹھائی۔ جب اُس نے دیکھا کہ اب میں قابو آگیا ہوں تو اُس نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جس سے اُس کا مطلب یہ تھا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں مگر اُسامہؓ نے اُسکے اِس قول کی پرواہ نہ کی اور اُسے مار ڈالا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اِس لڑائی کی خبر دینے کیلئے ایک شخص مدینہ پہنچا تو اُس نے لڑائی کے سب احوال بیان کرتے کرتے یہ واقعہ بھی بیان کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے اُسامہؓ کو بُلوایا اور اُن سے پوچھا کہ کیا تم نے اُس آدمی کو مار دیا تھا؟ اُنہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن کیا کرو گے جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تمہارے خلاف گواہی دے گا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ سوال کیا جائے گا کہ جب اُس شخص نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تھا تو پھر تم نے کیوں مارا؟ گو وہ قاتل تھا مگر توبہ کر چکا تھا۔ حضرت اُسامہؓ نے کئی دفعہ جواب میں کہا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! وہ تو ڈر کے مارے ایمان ظاہر کر رہا تھا۔ اِس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اُسکا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے؟ اور پھر بار بار یہی کہتے چلے گئے کہ تم قیامت کے دن کیا جواب دو گے جب اُسکا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تمہارے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اُسامہؓ کہتے ہیں اُس وقت میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! میں آج ہی اسلام لایا ہوتا اور یہ حرکت مجھ سے سرزد نہ ہوئی ہوتی۔

گناہوں کی معافی کا رسول اللہ ﷺ کو اتنا احساس تھا کہ جب کچھ لوگوں نے رسول کریم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا اور ان اتہام لگانے والوں میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس کو حضرت ابوبکرؓ پال رہے تھے۔ جب یہ الزام جھوٹا ثابت ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے غصہ میں اُس شخص کی پرورش بند کر دی جس شخص نے آپ کی بیٹی پر الزام لگایا تھا تو دنیا کا کونسا شخص اِس کے سوا کوئی اور فیصلہ کر سکتا تھا بہت سے لوگ تو ایسے آدمی کو قتل کر دیتے ہیں مگر حضرت ابوبکرؓ نے صرف اتنا کیا کہ اُس شخص کی آئندہ پرورش بند کر دی۔ جب رسول کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو سمجھایا اور فرمایا کہ اس شخص سے غلطی ہوئی اور اس نے گناہ کیا مگر آپ کی شان اِس سے بالا ہے کہ ایک بندے کے گناہ کی وجہ سے اُسکو اسکے رزق سے محروم کر دیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کے اِرشاد کے ماتحت پھر اُسکی پرورش کرنے لگے۔

صبر

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مؤمن کیلئے تو دنیا میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور سوائے مؤمن کے یہ مقام اور کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اگر اُسے کوئی کامیابی حاصل ہوتی ہے تو وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انعام کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر اُسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور اس طرح بھی خدا تعالیٰ کے انعام کا مستحق ہو جاتا ہے۔

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا اور آپ بیماری کی تکلیف کی وجہ سے کراہ رہے تھے تو آپ کی بیٹی فاطمہؓ نے ایک دفعہ بیتاب ہو کر کہا۔ آہ! مجھ سے اپنے باپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا صبر کرو آج کے بعد تمہارے باپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ یعنی میری تکالیف اس دنیا کی زندگی تک محدود ہیں۔ آج میں اپنے ربّ کے پاس چلا جاؤں گا جس کے بعد میرے لئے تکلیف کی کوئی گھڑی نہیں آئے گی۔

اِسی سلسلہ میں یہ واقعہ بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ آپ ہمیشہ وبائی بیماریوں میں ایک شہر سے دوسرے شہر کو بھاگ جانا ناپسند فرماتے تھے کیونکہ اِس طرح ایک علاقہ کی بیماری دوسرے علاقہ میں پھیل جاتی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ایسی بیماری کے علاقہ میں کوئی شخص صبر سے بیٹھا رہے اور دوسرے علاقوں میں وبا پھیلانے کا موجب نہ بنے تو اگر اُسے موت آئے گی تو وہ شہید ہو گا۔

تعاونِ باہمی

آپ ہمیشہ اپنے صحابہؓ کو اِس بات کی نصیحت فرماتے تھے کہ آپس میں تعاون کے ساتھ کام کیا کرو۔ چنانچہ اپنی جماعت کے لوگوں کیلئے آپ نے یہ اُصول مقرر کر دیا تھا کہ اگر کسی شخص سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جائے جس کے بدلہ میں اُسے کوئی رقم ادا کرنی پڑے اور وہ اُسکی طاقت سے باہر ہو تو اُسکے محلہ والے یا شہر والے یا قوم والے مل کر اُسکا بدلہ ادا کریں۔

بعض لوگ جو دین کی خدمت کیلئے آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے، آپ اُن کے رشتہ داروں کو نصیحت کرتے تھے کہ اُن کا بوجھ برداشت کریں اور اُنکی ضروریات کا خیال رکھیں۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی مسلمان ہوئے ایک بھائی رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہنے لگا اور دوسرا اپنے کام کاج میں مشغول رہا۔ کام کرنے والے بھائی نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بھائی کی شکایت کی کہ یہ نکمّا بیٹھا رہتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کہو۔ خدا تعالیٰ اِسی کے ذریعہ سے تمہیں رزق دیتا ہے اس لئے اس کی خدمت کرو اور اس کو دین کیلئے آزاد چھوڑ دو۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سفر پر جا رہے تھے کہ رستہ میں ایک منزل پر پہنچ کر ڈیرے لگائے گئے اور صحابہؓ میدان میں پھیل گئے تاکہ خیمے لگائیں اور دوسرے کام جو کیمپ لگانے کیلئے ضروری ہوتے ہیں بجا لائیں۔ اُنہوں نے سب کام آپس میں تقسیم کر لئے اور رسول اللہ ﷺ کے ذمہ کوئی کام نہ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے میرے ذمہ کوئی کام نہیں لگایا میں لکڑیاں چنوں گا تاکہ اُن سے کھانا پکایا جا سکے۔ صحابہؓ نے کہا، یَارَسُوْلَ اللّٰہ! ہم جو کام کرنے والے موجود ہیں آپ کو کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں! نہیں! میرا بھی فرض ہے کہ کام میں حصہ لوں۔ چنانچہ آپ نے جنگل سے لکڑیاں جمع کیں تاکہ صحابہؓ ان سے کھانا پکا سکیں۔

چشم پوشی

آپ ہمیشہ اِس بات کی نصیحت کرتے رہتے تھے کہ خواہ مخواہ دوسروں کے کاموں پر اعتراض نہ کیا کرو اور ایسے معاملات میں دخل نہ دیا کرو جو تمہارے ساتھ تعلق نہیں رکھتے کیونکہ اس طرح فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ انسان کے اِسلام کا بہترین نمونہ یہ ہے کہ جس معاملہ کا اُس سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہو اُس میں خواہ مخواہ دخل اندازی نہ کیا کرے۔ آپ کا یہ خلق ایسا ہے کہ جس کی نگہداشت کر کے دنیا میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ ہزاروں ہزار خرابیاں دنیا میں اِس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ لوگ مصیبت زدہ کی مدد کرنے کیلئے تو تیار نہیں ہوتے مگر خواہ مخواہ لوگوں کے معاملات پر اعتراض کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردار ﷺ صفحہ 307 تا 314، مطبوعہ قادیان 2014ء)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے.رضی اللہ عنہ)

(339) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔میر عنایت علی صاحب لدھیانوی نے مجھ سے بیان کیا کہ اوّل ہی اوّل جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمانہ مجددیت میں لدھیانہ تشریف لے گئے اس وقت سوائے ایک شخص یعنی میر عباس علی صاحب جو اس عاجز کے خسر اور چچا تھے کوئی اور حضرت کی صورت سے آشنا نہ تھا اس سفر میں تین آدمی حضرت صاحب کے ہمراہ تھے۔مولوی جان محمد صاحب اور حافظ حامد علی صاحب اور لالہ ملاوا مل صاحب،میر عباس علی صاحب اور ان کے ساتھ کئی ایک اور آدمی پلیٹ فارم کا ٹکٹ لے کر حضرت صاحب کے استقبال کیلئے سٹیشن پر گئے اور گاڑی میں آپ کو اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگے لیکن حضرت صاحب کہیں نظر نہ آئے۔کیونکہ آپ گاڑی کے پہنچتے ہی نیچے اُتر کر سٹیشن سے باہر تشریف لے آئے تھے اور پھاٹک کے پاس کھڑے تھے۔خوش قسمتی سے میں بھی اس وقت وہیں کھڑا تھا کیونکہ مجھے خیال تھا کہ حضرت صاحب ضرور اسی راستہ سے آئیں گے۔میں نے اس سے قبل حضرت صاحب کو دیکھا ہوا نہیں تھا۔لیکن جونہی کہ میری نظر آپ کے نورانی چہرہ پر پڑی میرے دل نے کہا کہ یہی حضرت صاحب ہیں اور میں نے آگے بڑھ کر حضرت صاحب سے مصافحہ اور دست بوسی کر لی۔ اسکے بعد میر عباس علی صاحب وغیرہ بھی آگئے اس وقت حضور کی زیارت کیلئے سٹیشن پر بہت بڑا مجمع تھا جن میں نواب علی محمد صاحب رئیس جھجر بھی تھے۔نواب صاحب مذکور نے میر صاحب سے کہا کہ میر صاحب!میری کوٹھی قریب ہے اور اسکے گرد باغ بھی ہے۔بہت لوگ حضرت مرزا صاحب کی ملاقات کیلئے آئیں گے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو حضرت صاحب کو یہیں ٹھہرالیا جاوے۔میر صاحب نے کہا کہ آج کی رات تو ان مبارک قدموں کو میرے غریب خانہ میں پڑنے دیں کل آپ کو اختیار ہے۔نواب صاحب نے کہا کہ ہا ل بہت اچھا۔غرض حضرت صاحب کو قاضی خواجہ علی صاحب کی شکرم میں بٹھا کر ہمارے محلہ صوفیاں میں ڈپٹی امیر علی صاحب کے مکان میں اتارا گیا۔نماز عصر کا وقت آیا تو حضرت صاحب نے اپنی جرابوں پر مسح کیا۔اس وقت مولوی محمد موسیٰ صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب دونوں باپ بیٹا موجود تھے ان کو مسح کرنے پر شک گزرا تو حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں جائز ہے اس کے بعد مولوی محمد موسیٰ صاحب نے عرض کیا کہ حضور نماز پڑھائیں۔حضرت صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقادر صاحب پڑھائیں پھر اسکے بعد مولوی عبدالقادر صاحب ہی نماز پڑھاتے رہے۔اس موقعہ پر حضرت صاحب غالباً تین دن لدھیانہ میں ٹھہرے۔ بہت لوگ ملاقات کیلئے آتے جاتے تھے اور حضرت صاحب جب چہل قدمی کیلئے باہر تشریف لے جاتے تھے تو اس وقت بھی بڑا مجمع لوگوں کا ساتھ ہوتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ سفر غالباً 1884ء کے قریب کا ہوگا میر عباس علی صاحب جن کا اس روایت میں ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے ملنے والے تھے مگر افسوس کہ دعویٰ مسیحیت کے وقت ان کو ٹھوکر لگی اور وہ زمرہ مخالفین میں شامل ہو گئے اور پھر جلد ہی اس دنیا سے گزر گئے۔نواب علی محمد صاحب رئیس جھجر لدھیانہ میں رہتے تھے اور حضرت صاحب سے بہت اخلاص رکھتے تھے۔مگر افسوس کہ اوائل زمانہ میں ہی فوت ہو گئے۔قاضی خواجہ علی صاحب بھی بہت پرانے اور مخلص لوگوں میں سے تھے اور اب فوت ہو چکے ہیں۔مولوی عبد القادر صاحب بھی جو حکیم محمد عمر صاحب کے والد تھے کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں اور ان کے والد مولوی محمد موسیٰ صاحب تو اوائل زمانہ میں ہی فوت ہو گئے تھے۔مولوی جان محمد جو حضرت صاحب کے ہمراہ لدھیانہ گئے تھے قادیان کے رہنے والے تھے اور حضرت صاحب کے ایک مخلص خادم تھے۔ان کے لڑکے عرف میاں بگا کو ہمارے اکثر دوست جانتے ہوں گے میاں غفارا یکہ بان جو کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکا ہے مولوی جان محمد کا بھائی تھا۔

(340) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔میر عنایت علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مالیر کوٹلہ بھی تشریف لے گئے تھے۔ قریب آٹھ دس آدمی حضور کے ہمراہ تھے۔اس وقت تک ابھی مالیر کوٹلہ کی ریل جاری نہیں ہوئی تھی میں بھی حضور کے ہمرکاب تھا۔حضرت صاحب نے یہ سفر اس لئے اختیار کیا تھا کہ بیگم صاحبہ یعنی والدہ نواب ابراہیم علی خان صاحب نے اپنے اہل کاروں کو لدھیانہ بھیج کر حضرت صاحب کو بلایا تھا کہ حضور مالیر کوٹلہ تشریف لا کر میرے لڑکے کو دیکھیں اور دعا فرمائیں کیونکہ نواب ابراہیم علی خان صاحب کو عرصہ سے خلل دماغ کا عارضہ ہو گیا تھا۔حضرت صاحب لدھیانہ سے دن کے دس گیارہ بجے قاضی خواجہ علی صاحب کی شکرم میں بیٹھ کر تین بجے کے قریب مالیر کوٹلہ پہنچے اور ریاست کے مہمان ہوئے جب صبح ہوئی تو بیگم صاحبہ نے اپنے اہل کاروں کو حکم دیا کہ حضرت صاحب کیلئے سواریاں لے جائیں تاکہ آپ باغ میں جاکر نواب صاحب کو دیکھیں۔ مگر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہمیں سواری کی ضرورت نہیں ہم پیدل ہی چلیں گے چنانچہ آپ پیدل ہی گئے۔اس وقت ایک بڑا ہجوم لوگوں کا آپ کے ساتھ تھا،جب آپ باغ میں پہنچے تو مع اپنے ساتھیوں کے ٹھہر گئے۔نواب صاحب کوٹھی سے باہر آئے اور پہلی دفعہ حضرت صاحب کو دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے لیکن پھر آگے بڑھ کر آئے اور حضرت سے سلام علیکم کیا اور کہا کہ کیا براہین کا چوتھا حصہ چھپ گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ابھی تو نہیں چھپا مگر انشاء اللہ عنقریب چھپ جائے گا۔اسکے بعد نواب صاحب نے کہا کہ آئیے اندر بیٹھیں چنانچہ حضرت صاحب اور نواب صاحب کوٹھی کے اندر چلے گئے اور قریباً آدھ گھنٹہ اندر رہے چونکہ کوئی آدمی ساتھ نہ تھا اس لئے ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ اندر کیا کیا باتیں ہوئیں۔اسکے بعد حضرت صاحب مع سب لوگوں کے پیدل ہی جامع مسجد کی طرف چلے آئے اور نواب صاحب بھی سیر کیلئے باہر چلے گئے۔مسجد میں پہنچ کر حضرت صاحب نے فرمایا کہ سب لوگ پہلے وضو کریں اور پھر دو رکعت نماز پڑھ کر نواب صاحب کی صحت کے واسطے دعا کریں کیونکہ یہ تمہارے شہر کے والی ہیں اور ہم بھی دعا کرتے ہیں۔غرض حضرت اقدس نے مع سب لوگوں کے دُعا کی اور پھر اسکے بعد فوراً ہی لدھیانہ واپس تشریف لے آئے اور باوجود اصرار کے مالیر کوٹلہ میں اور نہ ٹھہرے۔

(341) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔خواجہ عبدالرحمٰن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قادیان کے اسکول میں پڑھتا تھا تو اس زمانہ میں جو لوگ حضور کیلئے کوئی پھل وغیرہ بطور ہدیہ لاتے تھے تو بعض اوقات میرے ہاتھ اندرون خانہ کو بھجواتے تھے عموماً حضور کچھ پھل بندہ کو بھی عطا فرما دیتے تھے اور بعض دفعہ تحریر کے کام میں اس قدر استغراق ہوتا تھا کہ بغیر میری طرف نظر اُٹھانے کے فرما دیتے تھے کہ رکھ دو۔میں رکھ کر چلا آتا تھا۔

(342) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔خواجہ عبدالرحمٰن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک بڑا موٹا کتا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں گھس آیا اور ہم بچوں نے اسے دروازے بند کر کے مارنا چاہا۔لیکن جب کتے نے شور مچایا تو حضرت صاحب کو بھی پتا لگ گیا اور آپ ہم پر ناراض ہوئے چنانچہ ہم نے دروازہ کھول کر کتے کو چھوڑ دیا۔

(343) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔خواجہ عبدالرحمٰن صاحب کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ مکرمی لسی ڈار ساکن آسنور علاقہ کشمیر اپنے بھائی حاجی عمرڈار صاحب سے روایت کرتے تھے کہ جب میں (عمرڈار صاحب) پہلی دفعہ قادیان میں بیعت کیلئے آیا تو میرے یہاں پہنچنے کے بعد جو پہلی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی وہ حقوق اقرباء کے متعلق تھی چونکہ میں نے اپنے بھائی (لسی ڈار) کا کچھ حق دبایا ہوا تھا۔میں سمجھ گیا اور کشمیر پہنچ کر ان احق ان کو ادا کر دیا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء ومرسلین سے اصلاح خلق کا کام لینا ہوتا ہے اس لئے وہ عموماً ایسا تصرف کرتا ہے کہ جو کمزوریاں لوگوں کے اندر ہوتی ہیں۔انہی کے متعلق ان کی زبان پر کلام جاری کرا دیتا ہے جس سے لوگوں کو اصلاح کا موقعہ مل جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات زندگی میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں اور حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر بھی بسا اوقات آپ کے مخاطب لوگوں کے حالات اور ضروریات کے مطابق کلام جاری ہوتا تھا۔نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حاجی عمرڈار صاحب مرحوم آسنور کشمیر کے ایک بہت مخلص احمدی تھے اور اپنے علاقہ کے رئیس تھے اور اب ان کے لڑکے بھی سلسلہ کے ساتھ خوب اخلاص رکھتے ہیں۔

(344) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔خواجہ عبدالرحمن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ میرے والد میاں حبیب اللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے نماز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کھڑے ہونے کا موقعہ ملا اور چونکہ میں احمدی ہونے سے قبل وہابی (اہلحدیث) تھا میں نے اپنا پاؤں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاؤں کیساتھ ملانا چاہا مگر جب میں نے اپنا پاؤں آپ کے پاؤں کیساتھ رکھا تو آپ نے اپنا پاؤں کچھ اپنی طرف سرکا لیا جس پر میں بہت شرمندہ ہوا اور آئندہ کیلئے اس طریق سے باز آ گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اپنی اصل کے لحاظ سے ایک نہایت قابل قدر فرقہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بہت سے مسلمان بدعات سے آزاد ہو کر اتباع سنت نبوی سے مستفیض ہوئے ہیں۔مگر انہوں نے بعض باتوں پر اس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہو گئی ہیں۔اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نماز میں دو نمازیوں کے درمیان یونہی فالتو جگہ نہیں پڑی رہنی چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اول تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاوے۔دوسرے بے ترتیبی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیر ذالک۔مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا اور اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا نہ کرے حالانکہ اس قدر قرب بجائے مفید ہونے کے نماز میں خواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(345) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آ گئے اور آتے ہی حضرت مسیح موعودؑ سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اوّل کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آ گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہو گئیں اور آوازیں کمرے سے باہر جانے لگیں۔اس پر حضرت اقدس نے فرمایا: لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات:3) (یعنی اے مومنو!اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہو گئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اُٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے گئے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

دنیا پر غالب آنے والی قومیں آسانیوں اور آسائشوں میں رہ کر دنیا کو فتح نہیں کرتیں، پس دنیا میں رہنے والی ہر احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے جماعتی ترقی کا حصہ بننا ہے تو انہیں نفس کی قربانی بھی دینی ہوگی، جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی، اولاد کی قربانی بھی دینی پڑے گی، مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی، جذبات کی قربانی بھی دینی پڑے گے، وقت کی قربانی بھی دینی پڑے گی، تبھی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں، جب تک مردوں کے ساتھ عورتیں اس قربانی کیلئے تیار نہیں ہوں گی، جب تک جماعت کا ہر فرد بچہ، بوڑھا، عورت، مرد اس قربانی کیلئے تیار نہیں ہوگا، جماعت کی ترقی میں تیزی نہیں آ سکتی

مختلف قربانیاں پیش کرنے والی احمدی خواتین کی درخشندہ مثالوں کا دلگداز اور روح پرور تذکرہ

لجنہ اماء اللہ یو.کے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 14 ر اکتوبر 2012ء بروز اتوار طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

اپنی بات شروع کرنے سے پہلے جرمنی کی لجنہ کی صدر صاحبہ کیلئے اگر ممکن ہو تو اپنی حاضری کی رپورٹ بھی بھجوا دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں جس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے بھیجے وہ وہ مقصد تھا جس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اے نبی! آپ دنیا کو بتا دیں کہ مَیں تمام دنیا کو خدائے واحد کی طرف بلانے کیلئے بھیجا گیا ہوں، دنیا میں انصاف قائم کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ دنیا کے انسانوں کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے طریق سکھلانے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

پس یہ مقصد تھا، یہ پیغام تھا جس کو پھیلانے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ کے خلفائے راشدین نے کوشش کی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جہاں اس مقصد کے حصول کیلئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کیں وہاں معاشرے میں اس پیغام کو پہنچانے اور اس پر قائم رہنے کیلئے قربانیاں بھی دیں۔ ان قربانیوں میں مرد بھی شامل تھے اور عورتیں بھی شامل تھیں، بچے بھی شامل تھے اور جوان بھی شامل تھے۔ ہم تاریخ اسلام میں ان کے حیرت انگیز واقعات پڑھتے ہیں۔ پس ضروری تھا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو آگے بڑھانے کیلئے آئے تو آپ کے ماننے والوں کو بھی یعنی احمدیوں کو بھی قربانیاں دینی پڑنی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ہر طبقے کے لوگوں نے مختلف حالات میں مختلف قسم کی قربانیاں دیں اور آئندہ بھی دینی پڑیں گی کہ دینی جماعتوں کی ترقی پھولوں کی سیج پر نہیں ہوتی۔ دنیا پر غالب آنے والی قومیں آسانیوں اور آسائشوں میں رہ کر دنیا کو فتح نہیں کرتیں۔ پس دنیا میں رہنے والی ہر احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے جماعتی ترقی کا حصہ بننا ہے تو انہیں نفس کی قربانی بھی دینی ہوگی، جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی، اولاد کی قربانی بھی دینی پڑے گی، مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی، جذبات کی قربانی بھی دینی پڑے گے، وقت کی قربانی بھی دینی پڑے گی، تبھی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جب تک مردوں کے ساتھ عورتیں اس قربانی کیلئے تیار نہیں ہوں گی، جب تک جماعت کا ہر فرد بچہ، بوڑھا، عورت، مرد اس قربانی کیلئے تیار نہیں ہوگا، جماعت کی ترقی میں تیزی نہیں آ سکتی۔ اسی لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مردوں سے عہد لیا تو عورتوں سے بھی عہد لیا جسے آپ نے ابھی دہرایا ہے کہ ہم اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کیلئے ہر وقت تیار رہیں گی، خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کیلئے ہر وقت تیار رہیں گی۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی گواہ ہے کہ جماعت کی ابتدا سے لے کر آج تک احمدی عورت اس عہد کو جب بھی موقع ملے، نبھاتی اور پورا کرتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ پورا کرتی رہے گی۔

اس وقت مَیں جماعت احمدیہ کی خاطر مختلف قربانیوں سے گزرنے والی احمدی عورتوں کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُنہیں قربانی کی توفیق دی اور وہ ثابت قدم رہیں۔

سب سے پہلے جس کا مَیں ذکر کروں گا وہ صبر اور جماعت سے وابستگی کا عظیم اظہار ہے جو حضرت سید عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ کا آپ کی شہادت کے بعد ہمارے سامنے آیا۔ حادثہ شہادت کے بعد حکومت افغانستان کی طرف سے آپ کی اہلیہ اور بچوں پر بہت مظالم ڈھائے گئے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر انہوں نے قابل رشک صبر و استقلال کا نمونہ دکھلایا۔ آپ کی اہلیہ ہر موقع پر یہی فرماتی رہیں کہ اگر احمدیت کی وجہ سے مَیں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے شہید کر دیئے جائیں تو مَیں اس پر خدا تعالیٰ کی بے حد شکر گزار ہوں گی اور بال بھر بھی اپنے عقائد تبدیل نہ کروں گی۔

(تاریخ احمدیت مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب، جلد 2، صفحہ 332)

یہ اُس عظیم شہید کی عظیم بیوی کا ردّ عمل تھا۔ پھر اسی طرح قربانیوں کی تاریخ آگے بڑھتی چلی گئی۔

1978ء میں وفات پانے والی بعض خواتین کا تاریخ لجنہ اماء اللہ میں ذکر ہے۔ مثلاً محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاری عاشق حسین صاحب نے 1976ء میں احمدیت قبول کی۔ سانگلہ ہل کی رہنے والی تھیں جو پاکستان میں شہر ہے۔ احمدیت کے رستے میں ہر دکھ اور قربانی کو خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ آپ کی وفات بھی نہایت دردناک طور پر واقعہ ہوئی۔ آپ کے پالے ہوئے بیٹے نے آپ کو احمدی ہونے کی وجہ سے چھری سے حملہ کر کے شہید کر دیا۔ (ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد 5 صفحہ 271 مرتبہ زیر نگرانی صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان)

پھر ایک قربانی کرنے والی خاتون مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سلیم بٹ صاحب چونڈہ تھیں۔ آپ 2 ر مئی کو دعوت الی اللہ کے سلسلے میں قریبی گاؤں ڈوگراں گئی تھیں۔ ایک نومبائع عابد صاحب کے گھر بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک مخالف نے چھری سے وار کر کے شدید زخمی کر دیا۔ ہسپتال لے جایا گیا۔ تیرہ بوتلیں خون کی لگیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور جانبر نہ ہوسکیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کر دی۔

(ماخوذ از روزنامہ الفضل ربوہ 19 جون 1999ء صفحہ 1 جلد 49-84 نمبر 136)

احمدی عورت کی تبلیغ کے میدان میں جان کی قربانی کے بہت سارے واقعات میں سے یہ ایک واقعہ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب قادیان میں ہندوؤں اور سکھوں نے حملہ کیا تو شہر کے باہر کے ایک محلے میں ایک جگہ پر عورتوں کو اکٹھا کیا گیا اور اُن کی سردار بھی ایک عورت ہی بنائی گئی۔ اب ایک عورت کی بہادری کا یہ قصہ سنیں جو بھیرہ کی رہنے والی تھی۔ اس عورت نے مردوں سے بھی زیادہ بہادری کا نمونہ دکھایا۔ ان عورتوں کے متعلق یہ خبر آئی تھی کہ جب سکھ اور ہندو تلواروں اور بندوقوں سے ان پر حملہ آور ہوئے تھے تو یہ عورتیں اُن کو بھگا دیتی تھیں اور سب سے آگے وہ عورت ہوتی تھی جو بھیرے کی رہنے والی تھی اور ان کی سردار بنائی گئی تھی۔ بعد میں لڑائی کے طریقے بھی لجنہ کو سکھاتی رہی تھی۔ (ماخوذ از الازہار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ 176 مرتبہ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ)

آجکل تو جوڈو کراٹے سکھایا جاتا ہے۔ لجنہ اور ناصرات کو چاہئے بجائے ادھر اُدھر وقت ضائع کرنے کے کم از کم اپنے ڈیفنس کے طریقے سیکھیں۔

پھر اس میں بچپن کی نیک تربیت کا، ماں نے بچپن کی جو نیک تربیت کی تھی، جو باتیں بچے کے ذہن میں ڈالی تھیں، اُسکے اثر کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند دن ہوئے شیخوپورہ کے ایک افسر نے جنہوں نے بی سی جی کا کورس کیا ہوا ہے، مجھے خط لکھا کہ مَیں دین کیلئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ بہت اچھا ہم غور کریں گے کہ آپ کی خدمت سلسلہ کس رنگ میں اُٹھا سکتا ہے۔ لیکن آپ بتائیں کہ آپ کا کس خاندان سے تعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے صوفی عبدالخالق صاحب جالندھر والوں کا نام سنا ہوگا۔ مَیں نے کہا جانتا ہوں۔ جالندھر کے مشہور پیر تھے، اُن کی ایک بیٹی قادیان آیا کرتی تھیں۔ انہوں نے کہا وہ بیٹی جو تھی وہ میری والدہ تھیں۔ کہتے ہیں اس لڑکے نے لکھا کہ میرے نانا تو احمدیت کے سخت مخالف تھے لیکن میری والدہ نے آخری عمر میں احمدیت قبول کر لی تھی اور فوت ہونے کے بعد وہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئی ہیں۔ پھر انہوں نے لکھا کہ مجھے زندگی وقف کرنے کی تحریک اس لئے ہوئی ہے کہ جب مَیں پیدا ہوا تھا اُسی وقت سے میری والدہ نے میرے کانوں میں یہ بات ڈالنی شروع کی تھی کہ مَیں نے تمہاری زندگی خدمتِ دین کیلئے وقف کرنی ہے۔ مَیں چار پانچ سال کا ہی تھا کہ وہ فوت ہوگئیں لیکن ان کی وہ بات میرے دل میں ایسی گڑھی کہ اب جبکہ مَیں بڑا ہو گیا ہوں، مَیں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کر لی ہے اور بی سی جی کا ڈپلومہ بھی حاصل کر لیا ہے، میرے دل میں ہمیشہ یہ خلش رہتی ہے کہ میری والدہ نے تو یہ خواہش کی تھی کہ میں دین کی خدمت کیلئے اپنی زندگی وقف کروں لیکن مَیں دنیا کے کاموں میں مشغول ہوں۔ انہوں نے بیان کیا کہ مَیں نے اس بات کا ذکر اپنے والد سے بھی کیا۔ انہوں نے بھی کہا کہ جب تمہاری والدہ کی یہ خواہش تھی کہ تم دین کی خدمت کیلئے اپنی زندگی وقف کرو تو تم زندگی وقف کر دو۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ دیکھو ماں فوت ہوگئی، اُس کا بیٹا دوسرے ماحول میں چلا گیا، دنیاداری کے ماحول میں پڑ گیا، اُس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ بی سی جی کا ڈپلومہ حاصل کیا اور اب اُسے ایک اچھی ملازمت ملی ہوئی ہے لیکن پھر بھی اُس کے دل میں یہ جلن رہتی ہے کہ میری ماں کہتی تھی کہ مَیں نے تمہیں دین کی خدمت کیلئے وقف کرنا ہے لیکن مَیں دنیا کمانے میں لگا ہوا ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 25 مارچ 1956ء صفحہ 2-3 جلد 45/10 نمبر 71)

تو یہ بچپن کی اُس نیک تربیت کا اور باتوں کا اثر تھا جو ماں نے اپنے بیٹے کے دل میں ڈالا کہ چار پانچ سال کی عمر کا بیٹا اور اُس نے اس اثر کو اپنے دل میں قائم رکھا اور بڑے ہو کر جب کسی قابل بن گیا تو دین کیلئے اپنی زندگی وقف کی۔

پس احمدی ماؤں کا یہ کام ہے جس کے کرنے کی آج بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت بھی بہت ساری احمدی مائیں ایسی ہیں جو اپنے بچوں کو وقفِ نو میں شامل کر رہی ہیں۔ لیکن وقفِ نَو میں شامل کرنے کے بعد جس طرح توجہ سے اُن کی تربیت کی ضرورت ہے وہ نہیں کی جا رہی اور یہی وجہ ہے کہ بعض لڑکے ایسے ہیں جو بڑے ہونے کے بعد اب مجھے لکھنا شروع ہو گئے ہیں کہ ہم اپنا وقف قائم نہیں رکھنا چاہتے۔ اگر صحیح طور پر حقیقی طور پر مائیں اپنے بچوں کے دل میں یہ ڈال دیں کہ وقف کی اہمیت کیا ہے اور تم نے وقف کیا ہے اور تم نے اس کو نبھانا ہے تو کبھی ایسی مثالیں سامنے نہ آئیں۔ اسی طرح بہت ساری مائیں ایسی بھی ہیں یا مَیں کہوں گا بعض مائیں ایسی ہیں جو گھر نہیں بیٹھتیں، اپنی

اولاد کی تربیت کے اوپر توجہ نہیں دے رہیں، اپنے دنیاوی کاموں میں لگی ہوئی ہیں اور یہ بات بھی اُسی زمرہ میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ پس ہماری عورتوں کو اس بات کو بھی سوچنا چاہئے۔ بعض نوجوان بچیاں چھوٹے چھوٹے بچوں کو گھروں میں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں یا شوقیہ طور پر ملازمت کر رہی ہیں حالانکہ اس سال ہی کینیڈا اور امریکہ کے جلسہ میں عورتوں کو یہ تلقین کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ بلاوجہ بغیر ضرورت کے صرف شوق کے طور پر کام نہ کریں اور یہاں آجکل ایک نئی اختراع چلی ہے۔ بعض نوجوان لڑکیوں نے گھروں سے نکلنے کے بہانے تلاش کرنے کیلئے نئی ٹرم بنائی ہے کہ Me Time کہ ہم نے اپنا وقت صرف کرنا ہے اور ہماری مرضی جس طرح مرضی صَرف کریں۔ حالانکہ اُن کو اپنے گھروں پر توجہ دینی چاہئے۔

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کالج کی ایک سٹوڈنٹ ہمارے گھر آئی اور اس نے مجھے ایک رقعہ دیا جس میں لکھا تھا کہ مَیں دین کی خدمت کیلئے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتی ہوں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا کہ بی بی اس وقت ہمارے پاس لڑکیوں کے زندگی وقف کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ کیونکہ واقف زندگی کو تبلیغ کیلئے گھر سے باہر رہنا پڑتا ہے بلکہ بعض دفعہ اُسے ملک سے بھی باہر جانا پڑتا ہے اور لڑکیاں اکیلی باہر جا نہیں سکتیں۔ ہاں اگر تم زندگی وقف کرنا چاہتی ہو تو کسی وقف زندگی نوجوان سے شادی کر لو۔ وہ خاموش ہو کے چلی گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں میری چھوٹی بیوی کی ایک کلاس فیلو تھی، اُن کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگی کہ مَیں نے اس سے پہلے کی نیت کی ہوئی تھی کہ مَیں اپنی زندگی دین کیلئے وقف کروں گی لیکن اُس نے پہل کر لی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کئے کہ اُسکی شادی ایک غیر ملکی واقف زندگی نوجوان سے ہو گئی۔ اب دیکھو نیک نیتی کیسا اچھا پھل لاتی ہے۔

پس ہماری بچیوں کو بھی یہی کوشش کرنی چاہئے کہ دین دیکھیں، دیندار بنیں اور لڑکوں کو بھی یہی کوشش کرنی چاہئے کہ دیندار لڑکیاں تلاش کریں۔ اور خاص طور پر بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے واقف زندگی لڑکوں کے رشتے آتے ہیں تو انکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ واقف زندگی لڑکوں سے لڑکیوں کو اپنے رشتے منظور کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو تو بجائے اسکے کہ بغیر سوچے سمجھے جواب دے دیا جائے دعا کر کے فیصلہ ہونا چاہئے۔

پھر حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ایک دن ایک اور لڑکی روتی ہوئی میرے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ مَیں کسی واقف زندگی نوجوان سے شادی کرنا چاہتی ہوں لیکن میرے والد اس میں روک بنتے ہیں اور وہ میری شادی واقف زندگی سے نہیں کرنا چاہتے۔ مَیں حیران ہوا کہ اُس کے اندر کس قسم کا اخلاص پایا جاتا ہے۔ مَیں نے مولوی ابوالعطاء صاحب کو کہا۔ (مولانا ابوالعطاء صاحب ہمارے جو امام عطاء المجیب راشد صاحب ہیں ان کے والد تھے) کہ وہ اس کے والد کو سمجھائیں۔ آخر چند دنوں کے بعد وہ پھر آئی اور اُس نے کہا کہ میرا والد اُن کے سمجھانے پر ایک واقف زندگی سے میری شادی کرنے پر آمادہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ اُس کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد وہ پھر ایک دن روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی کہ میرا باپ کہتا ہے کہ اگر تو اپنے خاوند کے ساتھ ملک سے باہر گئی تو مَیں تمہاری شکل تک نہیں دیکھوں گا۔ یعنی واقف زندگی سے شادی کر لی ہے، اب واقف زندگی اُس کے باپ کا پابند ہو، نہ کہ جماعت کا۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے کہا، مَیں بیمار ہوں (آخری عمر کا قصہ ہے) اور تمہارے رونے کی وجہ سے میرا دل گھبراتا ہے۔ اس لئے تم خود ہی کچھ کرو اور اپنے والد کو کسی نہ کسی طرح سے راضی کر لو۔ بعد میں حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ مَیں نے پھر مولوی ابوالعطاء صاحب سے کہا اور اُنہوں نے کوشش کر کے سمجھوتہ کروا دیا۔ اب دیکھو کہ وقف زندگی ایک جہاد ہے اور جہاد کا عورتوں کو براہ راست حکم نہیں۔ واقف زندگی نوجوانوں کو غیر ممالک جانا پڑتا ہے اور لڑکیاں اکیلی باہر نہیں جا سکتیں اس لئے اس قسم کی قربانی کا اُنہیں براہِ راست حکم نہیں لیکن جب لڑکیوں میں دین کی خدمت کا جوش پیدا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کیلئے ایسے سامان کر دیتا ہے کہ ان کی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 25 مارچ 1956ء صفحہ 4-3 جلد 45/10 نمبر 71)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک خاتون کی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مقبول احمد صاحب شہید بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر مقبول احمد صاحب نے 1967ء میں بیعت کی تھی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد مولوی آپ کو بہت تنگ کرتے تھے اور دھمکیاں دیتے تھے۔ رات کو گھر میں پتھر وغیرہ پھینکتے اور دروازے کھٹکھٹاتے۔ آپ کا لکڑی کا آرا تھا۔ Saw مشین لگائی ہوئی تھی۔ ایک دن ایک نقاب پوش شخص لکڑی خریدنے آیا اور خریدنے کے بہانے خنجر نکال کر آپ پر پے در پے وار کئے اور آپ کو شہید کر دیا۔ شوہر کی شہادت کے بعد سسرال والوں نے کہا کہ احمدیت چھوڑ دو تو ہم تمہیں پناہ دیں گے۔ دشمن بھی دھمکیاں دیتے تھے کہ احمدیت چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ ہم تمہیں سینے سے لگائیں گے لیکن اس خاتون نے ان سب باتوں کو ردّ کر دیا اور کسی قیمت پر احمدیت چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ جس دین کی خاطر آپ کے شوہر نے جان دی تھی اُس سے آپ بھی چمٹی رہیں۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ برموقع جلسہ سالانہ یوکے مورخہ 30 جولائی 1994ء بحوالہ ماہنامہ مصباح اکتوبر 1994ء، صفحہ 13، جلد 68/44 شمارہ 10)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک اور خاتون کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ثریا صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وہ گوجرانوالہ میں علی پور میں رہتے تھے۔ 1974ء کے ہنگاموں میں جب وہاں پر جلوس آیا تو ایک رات پانچ چھ آدمی ہمارے گھر آ گئے۔ میری تائی جان نے اُن سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ تمہارے گھر والوں کو اور تم لوگوں کو جلانا چاہتے ہیں۔ آگ لگا کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر میری تائی جان نے اُن سے کہا کہ بیشک ہمارے گھروں کو جلا دو لیکن ہمیں یہاں سے نکل جانے دو۔ اتنے میں میرے بہنوئی عنایت محمد صاحب بھی آ گئے۔ انہوں نے میرے بہنوئی اور میرے والد غلام قادر صاحب کو پکڑ لیا۔ میرے سامنے اُن کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئے۔ اکیلی عورت تھی، کچھ نہ کر سکتی تھی۔ اور میرے دیکھتے دیکھتے ان ظالموں نے دونوں کو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق دی اور کہتی ہیں دو ماہ بعد میری والدہ بھی وفات پا گئیں۔ اُس وقت بہت تکلیف دہ حالات تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر ثابت قدم رکھا اور احمدیت کی خاطر باوجود اس سختی کے اپنے ایمان پر آنچ نہ آنے دی۔ (خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الربعؒ برموقع جلسہ سالانہ یوکے مورخہ 30/ جولائی 1994ء بحوالہ ماہنامہ مصباح اکتوبر 1994ء صفحہ 15 جلد 68/44 شمارہ 10)

پھر ایک قربانی کا ذکر ہے۔ حنیف محمود صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے اُس میں ان کا ذکر کیا ہے کہ 28/مئی 2010ء میں جو واقعات ہوئے ہیں، ایک شہید نوجوان کی والدہ سے تعزیت کیلئے جب اکٹھے ہوئے تو انہوں نے افسوس کے الفاظ پر ٹوک دیا۔ یعنی افسوس کرنے جب اُن کے پاس گئے تو اُنہوں نے ٹوک دیا، روک دیا کہ میرے سے افسوس نہ کرو۔ مَیں تو ایک شہید کی والدہ ٹھہری ہوں۔ کہتے ہیں شہید کی والدہ، شہید کی بیوہ یا بہن بھائی ہونے کا شرف حاصل ہونے کے الفاظ تقریباً ہر گھر سے سننے میں آئے اور بڑے حوصلے اور صبر سے ان سب عورتوں نے یہ صدمے برداشت کئے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ 21/ جولائی 2010ء جلد 95/60 نمبر 153 صفحہ 15)

پھر ایک مضمون میں جو الفضل میں احمدی خواتین اور تحریک وقف زندگی کے موضوع پر چھپا تھا، ایک ذکر آیا کہ ایک خاتون اہلیہ مستری نور محمد صاحب گنج مغل پورہ تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے محمد لطیف امرتسری کو خط لکھا کہ آج قادیان میں رہنا بہت بڑا مجاہدہ ہے۔ تم نہایت جوانمردی اور استقلال سے حفاظت مرکز کی ڈیوٹی دیتے رہو۔ اور اگر اس راہ میں جان بھی دینی پڑے تو دریغ نہ کرو۔ یاد رکھو کہ تم پر ہم تبھی خوش ہوں گے جب تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس بستی قادیان کی حفاظت میں قربانی کا وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھاؤ جو ایک احمدی نوجوان کے شایانِ شان ہے۔ گھبراؤ نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ ہم تمہارے ماں باپ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تمہیں استقامت بخشے۔ (الفضل ربوہ 18 اگست 2008ء، جلد 58-93، نمبر 188، صفحہ 4)

پھر شہدائے لاہور کے ذکر میں جن کا مَیں پہلے اپنے خطبات میں بھی ذکر کر چکا ہوں۔ یہاں آپ کے سامنے ایک واقعہ پیش کرتا ہوں میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ ایک خاتون لکھتی ہیں کہ میرے چھوٹے بچے بھی جمعہ پڑھنے گئے تھے اور خدا نے اُنہیں اپنے فضل سے بچا لیا۔ جب مسجد میں خون خرابہ ہو رہا تھا تو ہماری ہمسائی ٹی وی پر دیکھ کر بھاگی آئیں کیونکہ پاکستان کا ٹیلی ویژن اُس وقت سب کچھ دکھا رہا تھا۔ اس سوچ کے ساتھ میرے گھر آئی کہ مَیں رو دھو رہی ہوں گی، کیونکہ مسجد کے ساتھ اُن کا گھر تھا اور وہ نظارے بھی دیکھ رہی تھیں، خبر بھی سن لی تھی، لیکن کہتی ہیں جب میرے پاس آئیں تو مَیں نے اُن سے کہا کہ ہمارا معاملہ تو خدا کے ساتھ تھا۔ مجھے بچوں کی کیا فکر ہے۔ ادھر تو سارے ہی ہمارے اپنے ہیں جو مسجد میں موجود ہیں۔ اگر میرے بچے شہید ہو گئے تو خدا کے حضور مقرب ہوں گے اور اگر بچ گئے تو غازی ہوں گے۔ یہ سن کر وہ عورتیں حیران رہ گئیں اور الٹے پاؤں واپس چلی گئیں کہ یہ عجیب عورت ہے کیسی کیسی باتیں کر رہی ہے۔''
(خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 263 خطبہ جمعہ 4 جون 2010ء)

پھر شہدائے لاہور کے تعلق میں یہ بھی مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ایک احمدی طالب علم جو تھوڑا عرصہ ہوا یہاں یوکے میں تعلیم کیلئے آیا تھا۔ وہ مجھے ملنے آیا اور مجھے بتایا کہ مَیں آپ سے اپنی ماں کی ہمت کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ اُس طالبعلم لڑکے کو مسجد میں دو گولیاں لگی تھیں۔ فائر جو ہو رہے تھے تو دو گولیاں اُس کو بھی لگی تھیں۔ کہتے ہیں مَیں جو زخمی ہوا ہوں تو ماں کو فون کر کے بتایا کہ اس طرح گولیاں لگی ہیں اور خون بہ رہا ہے تو ماں نے جواب دیا کہ بیٹا مَیں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا۔ خبریں آ رہی ہیں کہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔ اگر شہادت مقدر ہے تو جرأت سے جان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا، کسی قسم کی بزدلی نہ دکھانا۔ بہرحال اس بچے کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ آپریشن سے گولی نکال دی گئی۔ تو یہ ہے ماں کا کردار۔ جب مائیں اپنے بچوں کو ایسی تربیت دے رہی ہوں، شہادت کے لئے تیار کر رہی ہوں، شہداء کے لواحقین افسوس پر آنے والوں کو تسلی دلا رہے ہوں تو پھر دشمن چاہے جتنا مرضی زور لگا لے ایسی قومیں کبھی ختم نہیں ہوا کرتیں کیونکہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور سزا کی وجہ سے نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائش اور امتحان لے رہا ہوتا ہے۔ (ماخوذ از خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 673-672، خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2010ء)

اللہ تعالیٰ سے ہمیں یہ دعا بہرحال کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے سخت امتحان سے بچائے اور اپنی نصرت کے ایسے نظارے دکھائے کہ دشمن خائب و خاسر ہو جائے۔

امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں کہ نارتھ بین کے گاؤں ایساؤ کی سسٹر آجا ٹیڈا کنڈے ایک معمر خاتون ہیں۔ انہوں نے کافی بڑی عمر میں بیعت کی۔ غیر احمدی خاوند اور اولاد کی خوشی نصیب نہ ہونے کے باوجود (ان کا خاوند غیر احمدی تھا اور اولاد بھی نہیں ہوئی تھی) لیکن جب احمدیت قبول کی ہے تو وہ بڑی استقامت سے اپنے دین پر قائم رہیں۔ بلڈ پریشر اور شوگر کی مریضہ ہیں لیکن اس کے باوجود فارمنگ اور باغبانی کا کام کرتی ہیں اور اپنا چندہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دُور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ (فتح اسلام، روحانی خزائن، جلد 3 صفحہ 34، ایڈیشن 1984ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اروَل (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو، ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ، کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے

(ملفوظات، جلد 1 صفحہ 243، مطبوعہ قادیان 2018)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

باقاعدگی سے ادا کرتی ہیں۔ خاوند اور دیگر خاندان کی ہر بات بڑے صبر سے برداشت کرتی ہیں۔ اُن کی سختیوں کے باوجود ہمیشہ ان کے چہرہ پر مسکراہٹ رہتی ہے۔ جب بھی اپنے فارم اور باغ سے آمد ہوتی ہے تو جماعت سے رابطہ کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اس پر جتنی زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے وہ پہلے وصول کریں۔ پھر جو باقی چندے ہیں وہ وصول کریں۔ مالی قربانی کا جذبہ اُن لوگوں میں بھی ہے جو ابھی نئے نئے احمدی ہو رہے ہیں۔

آئیوری کوسٹ جماعت کی ایک خاتون اموریہ کاروصاحبہ بیان کرتی ہیں کہ 2008ء میں جب مَیں نے دیکھا کہ ہمارے گاؤں سے کثیر تعداد میں لوگ خلیفۂ وقت کو ملنے گھانا جا رہے ہیں۔ (جب مَیں 2008ء میں گھانا کے دورے پر گیا ہوں) تو مَیں نے کہا کہ مَیں بھی جاؤں گی مگر دل میں خیال آیا کہ میرا کاروبار تو پہلے ہی نہ ہونے کے برابر ہے اور پھر سفر خرچ اور دس دن کا کام بھی نہ کر سکوں گی۔ بہر حال خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے مَیں نے پختہ ارادہ کر لیا اور گھانا چلی گئی۔ وہ کہتی ہیں کہ گھانا جا کر خلیفۂ وقت کو دیکھا اور خطاب سنے۔ گو کہ مجھے اپنی زبان نہ ہونے کی وجہ سے اصل تقریر سمجھ تو نہ آئی۔ باوجود اس کے کہ انگلش میں تھی اور وہاں کی زبان میں ترجمہ بھی ہو رہا تھا۔ لیکن ان کی مقامی زبان کیونکہ اور تھی۔ کہتی ہیں سمجھ نہیں آئی مگر دل مطمئن ہو گیا کہ میرا سفر ضائع نہیں ہوا بلکہ میرے لئے برکتوں والا سفر ہے۔ تو ایسے بھی لوگ ہیں جن کو زبان سمجھ آئے نہ آئے، خاموشی سے بیٹھتے ہیں اور باتیں سنتے ہیں۔ لیکن یہاں بعض دفعہ لجنہ کی شکایت آ جاتی ہے کہ آواز آ بھی رہی ہوتی ہے، زبان بھی سمجھ آ رہی ہوتی ہے، اُس کے باوجود بچوں کے بہانے خود باتیں کرنے میں زیادہ مصروف ہوتی ہیں۔ پس ان نئے آنے والوں سے بھی سبق سیکھنا چاہئے۔ آگے اُن کے ایمان کی مزید پختگی دیکھیں۔ خیر کہتی ہیں کہ جس دن سے مَیں گھانا سے واپس آئی ہوں۔ آج 2012ء تک میرا کاروبار پہلے سے ہر روز بڑھتا جا رہا ہے۔ 2008ء کی نسبت سات آٹھ گنا زیادہ کاروبار اور منافع ہو رہا ہے۔ میرا دل مطمئن ہے اور میرا ایمان پختہ ہے کہ وہاں جا کر جلسہ سن کر خلیفۂ وقت سے مل کر مَیں نے کچھ ضائع نہیں کیا بلکہ دنیا بھی حاصل کی اور اب میں کوشش کرتی ہوں کہ جو بھی خلیفہ وقت کی طرف سے ارشادات آتے ہیں اُن پر عمل کرنے کی کوشش کروں۔

فضل رحیم صاحب سرکل انچارج شعلہ پور مہاراشٹر انڈیا لکھتے ہیں کہ شعلہ پور میں جماعت کا قیام آج سے سترہ سال پہلے ہوا تھا۔ جماعت کو منظم بنانے میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی بیشمار قربانیاں کی ہیں۔ محمد اسماعیل شیخ صاحب جو اس وقت صدر جماعت شعلہ پور ہیں اُن کی اہلیہ شمیم بیگم صاحبہ شعلہ پور کے نثار احمد کی بیٹی ہیں جو کہ پہلے خود بھی احمدی تھے لیکن بیٹی کے نکاح کے بعد نثار احمد مخالفین سے ڈر کر احمدیت سے منحرف ہو گئے اور جماعت کی مخالفت شروع کر دی اور اپنی بیٹی کو بھی منحرف ہونے پر مجبور کیا۔ اپنی بیٹی پر طرح طرح کے ظلم وستم کرنا شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ بیٹی کو دیا ہوا زیور تک واپس لے لیا۔ شمیم بیگم صاحبہ اس سب کے باوجود ثابت قدم رہیں اور اپنے والد صاحب کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتی رہیں۔ لیکن اُن کے والد صاحب اور دیگر رشتہ داروں کا ظلم اُن پر بڑھتا چلا گیا جس کی وجہ سے اُنہیں اپنی جائیداد سے بھی محروم ہونا پڑا۔ انہوں نے اپنے رشتے داروں سے اور والد صاحب سے کہا کہ مجھے احمدیت کی نعمت کے مقابلے پر کچھ نہیں چاہئے۔ ساری جائیداد بھی جاتی ہے تو چلی جائے مگر میں احمدیت کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اور پھر اپنے شوہر سے کہا کہ ہم کچھ دنوں کیلئے قادیان چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ موصوفہ اپنے شوہر اور ایک دودھ پیتے بچے کو لے کر قادیان آ گئیں۔ جاتے وقت اُنہیں جگہ جگہ جان سے مارنے کی دھمکی دی گئی لیکن موصوفہ نے اپنے مخالف ماں باپ سے کہا کہ مَیں سچائی پر ہوں۔ اگر آپ لوگوں کو نجات چاہئے تو آپ لوگ بھی اس راستے کو قبول کریں۔ امام مہدی کے قدموں پر آ کر جھک جائیں اور روتے ہوئے یہ کہہ کر اپنا فون انہوں نے بند کر دیا۔ اس کے بعد موصوفہ کئی مہینے قادیان میں رہی ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے واپس اپنے علاقے میں چلی گئی ہیں اور بڑے اچھے حال میں اپنی زندگی کے دن گزار رہی ہیں۔

انڈیا سے ہی ایک اور واقعہ ہے۔ حافظ ریحان احمد صاحب جنہوں نے فیملی کے ساتھ 2000ء میں بیعت کی تھی۔ اپنی والدہ رئیسہ خاتون صاحبہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے احمدی ہونے کے بعد ہمارے گاؤں چھتبنہ ضلع سہارنپور یوپی میں بڑی شدید مخالفت ہوئی۔ تمام گھر والے اور رشتے دار مخالف ہو گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے والدین اور بھائیوں کو بھی احمدی ہونے کی توفیق عطا فرما دی۔ میرے والدین کے احمدی ہونے کے بعد گاؤں میں ہمارے پڑوسیوں اور دیگر رشتہ داروں نے شدید مخالفت اور گالی گلوچ کا سلسلہ شروع کر دیا لیکن میری والدہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بڑی جرأت کے ساتھ اس مخالفت کا مقابلہ کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے مُلّاؤں نے آ کر کئی دن تک ہم لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور پھر بالآخر طرح طرح کی دھمکیاں دیں لیکن میری والدہ کے حوصلہ دینے اور سینہ سپر ہونے کی وجہ سے یہ مُلّاں ناکام اور نامراد ہو کر واپس لوٹے اور پورے گاؤں میں اکیلا ایک خاندان احمدیت پر قائم رہا۔

پھر لکھنؤ کے ایک زونل امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون جن کا بقریدہ خاتون نام ہے یا کیا؟ بہر حال سیتاپور یوپی کی تھیں جو کہ بیوہ ہیں۔ 1996ء میں اپنے بچوں سمیت احمدیت قبول کی۔ اس پر سارا گاؤں اُن کا مخالف ہو گیا۔ ایک بیٹا اُس وقت غیر احمدی مدرسے میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ مخالفین نے موصوفہ کو دھمکی دی کہ اگر احمدیت سے توبہ نہ کی تو تمہارے بیٹے کو مدرسے سے نکال دیا جائے گا۔ کئی روز مولوی گاؤں میں آ کر موصوفہ کو تنگ کرتے رہے مگر یہ خاتون ثابت قدم رہیں۔ آخر کار اُن کے بچے کو غیر احمدیوں نے سکول سے نکال دیا۔ موصوفہ نے اپنے بچے کو قادیان معلم کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیج دیا۔ جب مولویوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اس خاتون کو اور زیادہ ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا کہ تم نے اپنے بچے کو قادیان بھیج دیا ہے اور یہ لوگ وہاں پر بچوں کے گردے نکال دیں گے اور اُسے مار دیں گے۔ (یہ بھی مولویوں کے دجل ہیں) مگر اس خاتون نے ان مولویوں کو جواب دیا کہ احمدی چاہے میرے سب بچوں کی جان بھی لے لیں مَیں اس کیلئے تیار ہوں لیکن مَیں نے احمدیت کو قبول کر کے صداقت کو پا لیا ہے۔ اب مَیں اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔ باوجود شدید مخالفت کے یہ خاتون ہمیشہ ثابت قدم رہیں۔ اپنے دو بچوں کو قادیان سے معلم کی تعلیم دلوائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی قربانی میں بھی پیش پیش ہیں۔

پھر لکھنؤ سے ہی ایک رپورٹ ہے۔ رئیسہ خاتون صاحبہ زوجہ یاسین صاحب مرحوم آف محمدی سیتاپور سرکل اپنے شہر میں اکیلی احمدی ہیں۔ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ پورا گاؤں غیر احمدیوں کا ہے۔ خاوند کی وفات کے بعد مخالفین احمدیت نے ان کو ہر طرح سے ڈرایا دھمکایا کہ احمدیت چھوڑ دو ورنہ تمہارا یہاں رہنا محال کر دیا جائے گا۔ تمہاری جوان بیٹیاں ہیں اُن سے کون شادی کرے گا؟ مگر یہ خاتون مخالفین کو ہمیشہ یہی جواب دیتیں کہ میں اپنی بیٹیوں کی شادی احمدیوں میں ہی کروں گی چاہے یہ ساری عمر گھر میں کنواری ہی بیٹھی رہیں مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں مگر احمدیت سے ہٹ کر کبھی کسی سے رشتہ نہیں کروں گی۔ اور صرف ماں نہیں کہہ رہی تھی، بیٹیوں نے بھی یہی کہا۔ موصوفہ کی بیٹیاں بھی احمدیت کی اتنی ہی فدائی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا اُنکی بیٹیوں کا بھی یہی جواب تھا کہ اگر شادیاں کریں گی تو احمدیوں میں کریں گی۔ نہیں تو نہیں کریں گی۔ جب کسی کام سے گھر سے باہر نکلتی ہیں تو مخالفین بیٹیوں پر طنزیہ انداز میں جملے بھی کستے ہیں کہ دیکھو قادیانی مرزائی جا رہی ہے۔ لیکن بیٹیوں کی اس ہمت اور ثابت قدمی کو دیکھ کر مخالفین بھی گھبرا جاتے ہیں کہ ہمارے باوجود تنگ کرنے کے ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ ان کی اس ثابت قدمی کی وجہ سے آج تک مخالفین کی ہمت نہیں ہوئی کہ اُن کے گھر کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھیں۔ اب دو بیٹیوں کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں میں شادی بھی ہو گئی ہے۔

انڈونیشیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون داہا صاحبہ نے بیعت کی اور احمدیت میں داخل ہو گئیں۔ جس پر اُن کو اپنی والدہ اور دیگر بہن بھائیوں کی طرف سے سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اُن کی والدہ نے کہا کہ اگر تم احمدیت نہیں چھوڑتی تو میری موت پر میرے قریب نہ آنا اور نہ ہی مجھے چھونا۔ پھر اس قدر مخالفت ہوئی کہ اُس احمدی خاتون کو اپنے خاوند کے ساتھ اپنا گاؤں، اپنا گھر، اپنا کاروبار سب کچھ چھوڑنا پڑا لیکن یہ لوگ اور خاص طور پر یہ خاتون ثابت قدم رہیں۔ کہتی ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ اگر میں احمدیت چھوڑ دوں اور واپس اپنے گاؤں چلی جاؤں تو مجھے کافی دنیاوی فائدہ ہو گا لیکن چونکہ مَیں احمدیت کی حقیقت کو جان چکی ہوں اس لئے اب احمدیت کو چھوڑنا میرے لئے ناممکن ہے۔ میں نے دنیا پر اپنے دین کو مقدم کر لیا ہے۔

پس یہ ہے اس عہد پر قائم ہونے کی ایک اعلیٰ مثال جو ہزاروں میل دور بیٹھی ہوئی خاتون بھی دکھا رہی ہے۔ اس کا اظہار کر رہی ہے۔

پھر امیر صاحب انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ تاسک ملایا میں 'سکاساری' جماعت کا ایک واقعہ ہے۔ ایک احمدی خاتون کے خاوند غیر احمدی ہیں، اُن کی ایک نوعمر لڑکی کا نام عزیزہ یولیانتی (Yulianti) ہے۔ وہ اپنے نانا اور نانی کے پاس رہتی ہے جو کہ احمدی ہیں۔ لڑکی کا والد اچانک بیمار ہو گیا۔ اُس نے اپنی بیٹی کو کہا کہ وہ احمدیت چھوڑ دے اور اُس کے پاس چلی آئے۔ مَیں بیمار ہو گیا ہوں اگر تم نے مجھے ملنا ہے تو احمدیت چھوڑو اور پھر میرے پاس آ جاؤ۔ اُس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی دھمکیاں بھی دی تھیں۔ خیر اس پر نیشنل صدر صاحب نے اُس لڑکی سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتی ہے؟ کیا احمدیت چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ لڑکی نے سسکیوں بھری آواز میں صدر صاحب کو بتایا کہ گو کہ اُس کا باپ اس وقت سخت بیمار ہے اور میرا دل یہی چاہتا ہے کہ مَیں اُسے جا کر ملوں، اُسکے گلے لگوں اور اُس کو میری ضرورت بھی ہے لیکن مَیں جماعت نہیں چھوڑ سکتی۔ مَیں اپنے باپ کو تو قربان کر سکتی ہوں، اپنے جذبات کو تو قربان کر سکتی ہوں لیکن احمدیت کو قربان نہیں کر سکتی، اپنے دین کو قربان نہیں کر سکتی۔ یہ ہے ایمان کی مضبوطی کی وہ داستانیں جو آجکل دنیائے احمدیت میں ہر جگہ رقم ہو رہی ہیں۔

کینیا سے بشارت احمد ملک صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ ایلڈوریٹ (Eldoret) کی ایک جماعت مکوٹانو (Makutano) کی ایک معمر خاتون کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی فیملی کے ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ جب مخالفین کو علم ہوا تو انہوں نے کافی مخالفت کی اور بعض نے تو بائیکاٹ کر دیا۔ حال ہی میں سعودی عرب کی طرف سے دی گئی امداد سے مکوٹانو گاؤں میں ایک بڑی مسجد تعمیر کی گئی ہے اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کیلئے مالی مدد بھی دی جا رہی ہے، پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ وہاں ڈالروں کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے۔ یہ لوگ اس خاتون کے گھر بھی گئے اور کہا کہ احمدیت نے تمہیں کیا دیا ہے، وہ تو کچھ مدد کرنے کی بجائے تم سے چندہ لیتے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ہماری مسجد میں آیا کرو تو تمہیں ہمیشہ مدد ملتی رہے گی۔ اس پر اُس غریب عورت نے جواب دیا کہ پیسوں کے لالچ میں مَیں تمہاری مسجد میں نہیں آ سکتی۔ تم لوگ فتنہ پیدا کرتے ہو۔ تمہارے پاس اسلام نہیں ہے۔ حقیقی اسلام احمدیت کے پاس ہے۔ احمدیت نے ہمیں وہ نور دیا ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے۔ اب ہمارا جینا مرنا احمدیت ہی ہے اور اسی سے وابستہ ہے۔ مَیں تو اُن مولویوں کو کہتی ہوں جو عرب سے آئے ہوئے تھے کہ تم

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”جب ہم اپنی حالتوں کی اصلاح کر لیں گے تو یقیناً ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کا اور آپ کی جماعت میں شامل ہونے کا صحیح حق ادا کرنے والے ہوں گے۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر 2011ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اُس کا فضل مانگیں کہ ہمارے قدم کبھی پیچھے نہ ہٹیں، نیکیوں میں ہم پیچھے نہ جائیں، تقویٰ میں ہم ترقی کرنے والے ہوں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارے شاملِ حال ہو۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 16 ستمبر 2011ء)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

بھی احمدیت کی آغوش میں آ جاؤ تو ہر قسم کا امن پاؤ گے۔ اس پر وہ یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے کہ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔

پھر تامل ناڈو انڈیا سے ہی بشارت صاحب وہاں کے امیر ہیں، کہتے ہیں کہ ہماری ایک نئی جماعت کڈلور میں گزشتہ دنوں جب مخالفین کی طرف سے جماعت کے خلاف تحفظ ختم نبوت کے نام پر (یہ نام نہاد تحفظ ختم نبوت ہے۔ اصل تحفظ ختم نبوت تو جماعت احمدیہ کا کام ہے) جلسہ منعقد کیا گیا تو اس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدزبانی اور گالیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ احمدی احباب نے اس کے جواب میں اگلے ہفتہ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنا چاہا لیکن مخالفین نے اس کو روکنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ پولیس اسٹیشن جا کر ہمارے خلاف حکومتی کارندوں کو اُکسایا۔ چنانچہ پولیس والوں نے مُلّاؤں کی باتوں میں آ کر ہمارا جلسہ روکنے کا ارادہ کر لیا۔ پولیس بھی ان کے ساتھ مل گئی۔ ہمارے ایک مبلغ اجازت کی غرض سے جب پولیس اسٹیشن جانے لگے تو اُس وقت موقع پر حاضر عورتوں میں سے ایک عورت عائشہ بی بی صاحبہ نے کہا کہ میرا جانا بھی وہاں ضروری ہے۔ یہ کہہ کر برقعہ پہن لیا اور وہ خاتون پولیس اسٹیشن پہنچ گئی۔ چونکہ اُس دن مرد لوگوں میں سے بہت کم تھے، اکثر کام پر گئے ہوئے تھے۔ اور اس موقع پر جو موجود تھے وہ ایسے لوگ نہیں تھے جو پولیس کو صحیح طرح اپنا مدعا بیان کر سکیں۔ جب مبلغ صاحب نے حکام سے بات چیت کی تو پولیس نے کہا کہ آپ تو یہاں کے لوکل آدمی نہیں ہیں اور نہ اس کی اجازت لینے کے حقدار ہیں کیونکہ آپ لوکل نہیں ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو اجازت نہیں دے سکتے۔ یہاں سے چلے جائیں۔ لہٰذا لوکل افراد کا یہاں آنا ضروری ہے وہ آئیں گے پھر ہم سوچیں گے۔ انہوں نے بہانہ بنایا۔ اس پر عائشہ بی بی صاحبہ نے پُرزور آواز میں، بڑے جوش سے کہا کہ مَیں یہاں کی لوکل ہوں۔ آپ مجھے اجازت دیں۔ ہم کیوں اپنے مذہب کی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتے۔ ہم یہاں جلسہ کریں گے اور احمدیت کی برتری ثابت کرنے کیلئے ہر کوشش کریں گے۔ اور یہ ثابت کریں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصل اور حقیقی عشق احمدیوں کو ہے۔ اس پر پولیس حکّام حیرت زدہ ہو گئے اور غیر احمدیوں کی طرف سے جو حالات پیش کئے گئے تھے، وہ اُن کو بتائے لیکن بہر حال اس جرأت مندقدم سے جو احمدی عورت نے اُٹھایا پھر جلسے کی اجازت دیدی۔

پھر بنگال کلکتہ زون کا ہی ایک واقعہ ہے۔ اگست 2012ء، رمضان المبارک کی تیس تاریخ کو جماعت احمدیہ عطاپور میں بعد نماز فجر درس کے دوران غیر احمدیوں نے لاٹھیوں اور دوسری چیزوں وغیرہ سے مسجد پر حملہ کر دیا۔ اُس وقت انہوں نے معلم صاحب پر حملہ کیا۔ مگر ہماری احمدی عورتوں نے بڑی ہمت کے ساتھ معلم صاحب کو گھیرے میں لے کر بحفاظت ایک احمدی آدمی کے گھر پہنچا دیا۔ اُس وقت احمدی عورتوں کو معلم صاحب کی حفاظت کرنے کی وجہ سے کافی مار بھی کھانی پڑی لیکن انہوں نے اپنی ڈیوٹی نہیں چھوڑی۔ اُس مرد کی حفاظت ان عورتوں نے کی اور انہوں نے مخالفین کا ڈٹ کر سامنا کیا۔ یہ ہے احمدیوں کی جرأت جو احمدی عورتوں نے دکھائی۔

امیر صاحب بنگلہ دیش لکھتے ہیں کہ اپریل 2005ء کو جب سُندربن میں، ہماری مسجد پر مُلّاؤں نے قادیانی عبادتگاہ کا بورڈ نصب کر دیا اور اس کیلئے بڑا جلوس نکالا تو اس جلوس نے احمدی گھروں پر بھی حملہ کر دیا اور لُوٹ مار شروع کر دی۔ اُس وقت سارے مرد مسجد کی حفاظت کیلئے گئے ہوئے تھے اور خواتین اور بچے گھروں میں تھے۔ عورتوں نے بڑی بہادری کے ساتھ ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ قریباً بارہ عورتیں زخمی ہوئیں جن میں سے پانچ کو شدید زخمی حالت میں ڈھاکہ میڈیکل کالج ہسپتال میں منتقل کرنا پڑا۔ ایک عرصہ تک وہ ہسپتال میں زیرِ علاج رہیں اور پھر واپس آئیں لیکن انہوں نے مردوں کا مقابلہ کیا اور اپنے ایمان کو ضائع نہیں ہونے دیا۔

امیر صاحب گیمبیا تحریر کرتے ہیں کہ اَپر رِیور ریجن (Upper River Region) کی سسٹر فاتو باہا اور ان کے خاوند پر 2001ء میں گاؤں والوں نے حملہ کر دیا۔ اس حملے میں گاؤں کا ہیڈ بھی شامل تھا۔ جو چیف تھا۔ اس حملے میں اسکے خاوند کو بری طرح زخمی کر دیا گیا۔ اُسے فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا جہاں وہ چند دن داخل رہا۔ یہ حملہ اُس وقت ہوا جب اُن کے گھر بچے کا نام رکھنے کی تقریب ہو رہی تھی۔ افریقہ میں رواج ہے بچوں کے نام رکھنے کیلئے وہ تھوڑا سا فنکشن کرتے ہیں۔ حملہ آوروں نے تمام کھانے کے برتن بھی الٹا دیئے۔ جو دعوت ہو رہی تھی اس میں مہمان آئے ہوئے تھے۔ گھر والے، خاندان والے اکٹھے تھے۔ کھانا تیار تھا۔ سارا پکا ہوا کھانا انہوں نے الٹا دیا۔ کھانوں میں ریت ڈال دی، مٹی ڈال دی اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ حملہ آوروں نے بعد میں احمدیہ مسجد پر بھی حملہ کر کے مسجد کو بھی شہید کر دیا۔ جب ان کے رشتے داروں کو معلوم ہوا تو وہ اُن کو بچانے کیلئے آئے اور رشتے داروں نے صرف اتنا کہا کہ ہم یہی کر سکتے ہیں کہ بحفاظت نکال کر تمہیں محفوظ مقام پر پہنچا دیں۔ جب میاں بیوی سے کہا گیا کہ آپ یہ علاقہ چھوڑ دیں۔ تو اس عورت نے کہا کہ ہم آپ کی مدد کی قدر کرتے ہیں۔ آپ کا بڑا شکریہ کہ ہماری مدد کیلئے آئے لیکن ہم احمدی ہیں اور جماعت کی اجازت کے بغیر ہم علاقہ خالی نہیں کریں گے۔ چنانچہ ایریا مشنری سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ مخالفت کے باعث کوئی تمام تر علاقہ خالی کرا لیا گیا ہو۔ آپ کو ہر حال میں یہاں رہنا چاہئے۔ یہ بات سن کر اس خاتون نے سب کو واضح طور پر کہہ دیا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم یہ علاقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اگر یہ خاتون اس موقع پر ایسی بہادری کا نمونہ نہ دکھاتیں تو یہ علاقہ احمدیت سے خالی ہو جاتا۔ بہر حال بعد ازاں مرکز کی مداخلت پر ریجن کے گورنر کو رپورٹ کی گئی جس نے پولیس کو بھجوا کر حالات کنٹرول کروائے۔ جو مسجد انہوں نے گرائی تھی وہ بھی اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ تعمیر ہو چکی ہے۔ باقاعدہ وہاں معلم بھی ہے، جماعت بھی وہاں قائم ہے اور ایم ٹی اے وغیرہ کے ذریعہ سے اس وقت یہ پروگرام بھی وہاں سنا جا رہا ہے کیونکہ سولر پینل کے ذریعے سے وہاں بجلی کا بھی انتظام ہو چکا ہے۔

پس یہ چند مثالیں مَیں نے آپ کے سامنے یہ بتانے کیلئے رکھی ہیں کہ ان مثالوں کو ہم نے آئندہ بھی زندہ رکھنا ہے۔ یہ بتانے کیلئے مَیں نے یہ آپ کے سامنے پیش کی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا دین کو دنیا پر مقدم رکھے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ کوئی لڑکی اس کمپلیکس میں مبتلا نہ ہو کہ جدید فیشن کا نہیں پتہ یا اُسے دنیاداروں کی طرح بالی وڈ کا نہیں پتہ، ہالی وڈ کا نہیں پتہ۔ یہ مَیں نے اس لئے کہا ہے کہ مجھے ایک لڑکی کا واقعہ پتہ لگا۔ وہ اس بات پر پریشان تھی کہ لڑکیاں سکول میں بالی وڈ کا ذکر کر رہی تھیں تو لڑکیوں نے اُسے کہا کہ تمہیں بالی وڈ کا پتہ ہے، تو اُس نے کہا بالی وڈ کیا چیز ہے۔ تو انہوں نے اُسکا مذاق اُڑانا شروع کر دیا کہ تمہیں یہ بھی نہیں پتہ تو تم نے کیا ترقی کرنی ہے، تم نے کیا سیکھنا ہے؟

پس دنیادار لڑکیوں کی طرح یا عورتوں کی طرح اس بات کی فکر نہ کریں کہ ہمیں بالی وڈ کا نہیں پتہ یا فلاں چیز کا نہیں پتہ یا دنیاوی چیز کا نہیں پتہ یا یہ نہ کہیں یہ جو آج کل نئی اختراع نکالی ہے نئی ٹرم جو نکالی ہے کہ می ٹائم (Me Time) میرا ٹائم ہونا چاہئے۔ ہاں اگر نمازیں قضاء ہو رہی ہیں تو فکر کریں۔ اگر قرآنِ کریم کی تلاوت میں کمی ہے تو فکر کریں۔ اگر قرآنِ کریم کا ترجمہ سیکھنے میں کمی ہے تو فکر کریں۔ اگر کسی احمدی عورت اور لڑکی کو خلیفۂ وقت کی طرف سے دین کی خدمت کیلئے آواز دی جا رہی ہے اور وہ آگے نہیں بڑھتی تو یہ فکر کی بات ہے۔ اگر آپ اپنا دین چھپا رہی ہیں اور کسی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہیں تو یہ فکر کی بات ہے۔

پس یاد رکھیں جس عظیم کام کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں آئے تھے اسکو پورا کرنے کیلئے، آپکا مددگار بننے کیلئے اگر انصار اور خدام کی ضرورت ہے تو لجنہ کی بھی ضرورت ہے۔ پس دین کی خاطر قربانی کے نئے جذبے کے ساتھ آج یہاں سے جائیں اور ہمیشہ اس کو قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ان تمام دنیاوی خواہشات کو قربان کر دیں جو وقتاً فوقتاً دنیاداروں کی طرف سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22 فروری 2013)

......☆......☆......☆......

قادیان کے تعلیمی ادارہ جات میں لیڈی ٹیچرز کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول و نصرت گرلز ہائی اسکول میں Physical Education, Punjabi, Physics, Mathematics, English, Computer, Hindi مضامین پڑھانے کیلئے لیڈیز ٹیچر کی کچھ اسامیاں پُر کی جانی مطلوب ہیں۔ سلسلہ کی خدمت کا جذبہ اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت رکھنے والی خواہشمند اُمیدوار نظارت دیوان کی طرف سے مطبوعہ کوائف فارم پُر کر کے اپنی درخواستیں جمع کروا سکتی ہیں۔ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) P.G.T (پوسٹ گریجویٹ ٹیچر) Physics تعلیمی قابلیت: متعلقہ مضمون میں 55% نمبرات کے ساتھ پوسٹ گریجویشن اور B.Ed. کے ساتھ کسی گورنمنٹ سے منظور شدہ ادارے میں 2 سال کا پڑھانے کا تجربہ ہو

(2) T.G.T (ٹرینڈ گریجویٹ جنرل لائن ٹیچر) تعلیمی قابلیت: 55% نمبرات کے ساتھ گریجویشن اور B.Ed. کے ساتھ گورنمنٹ سے منظور شدہ کسی ادارے میں 3 سال کا پڑھانے کا تجربہ ہو (پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی)

(3) کمپیوٹر ٹیچر تعلیمی قابلیت: متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.C.A) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔ پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی

(4) Physical Education Teacher تعلیمی قابلیت: متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.P.Ed) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔

☆ CTET یا TET کوالیفائیڈ امیدوار کو ترجیح دی جائیگی ☆ اُمیدوار کی عمر 20 سال سے کم اور 40 سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر کی حد میں چھوٹ پر غور ہو سکتا ہے ☆ صرف انہی اُمیدواران کی سلیکشن پر غور ہوگا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو میں کامیاب ہونگے اور نور ہسپتال کی طبی رپورٹ کے مطابق صحتمند ہوں گے ☆ Selection کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا ☆ انٹرویو کیلئے قادیان بلانے کی صورت میں آمد و رفت کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے ☆ انٹرویو کی تاریخ کے تعلق سے بعد میں اطلاع دی جائیگی ☆ مطبوعہ کوائف فارم، دفتر نظارت دیوان یا درج ذیل ایڈریس/Email سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ☆ درخواستیں تعلیمی قابلیت و تجربہ کی اسناد (Self Attested) نقول کے ساتھ نظارت دیوان میں اعلان ہذا سے دو ماہ کے اندر اندر پہنچ جانی چاہئیں ☆ گزارہ الاؤنس و دیگر معلومات کیلئے درج ذیل ای میل و فون نمبرز پر دفتری اوقات کے دوران رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور Pin. 143516

موبائل: 09682627592, 09682587713 دفتر: 01872-501130

E-mail : diwan@qadian.in

(ناظر دیوان، صدر انجمن احمدیہ قادیان)

طالب دعا: شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
➤ Rajahmundry
➤ Kadiyapu lanka, E.G.dist.
➤ Andhra Pradesh 533126.
➤ #email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

بنگلہ دیش کے احمدیوں کو مبارک ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بنگلہ دیش میں احمدیت کی دوسری صدی میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے

یہ صد سالہ تقریب ہمیں صرف خوشیاں منانے کی طرف توجہ دلانے کیلئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم نے گزشتہ سو سال میں کیا حاصل کیا

اگر ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے وسیع سوچ کے ساتھ کچھ ہدف مقرر کرنے ہوں گے ہمارے مقاصد تو وہ ہیں جن کی دنیا کو آج ضرورت ہے اور دنیا اُس کیلئے بے چین اور اس کی تلاش میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے آئے ہوئے کا دست و بازو بن کر اسلام کے خوبصورت پیغام اور اس کی خوبصورت تعلیم کو اس کی خوبصورتی دکھاتے ہوئے دنیا کے کونے کونے اور ہر انسان تک پہنچانا

یہ کوئی معمولی مقصد نہیں ہے جو بغیر کسی محنت اور قربانی کے حاصل ہو جائے، اس کیلئے ہمیں اپنے نفس کی قربانی بھی دینی پڑے گی، مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی، جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی، بنگلہ دیش کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جماعت ہے جس میں ان تمام قسم کی قربانیوں کے نمونے پائے جاتے ہیں

احمدی تو دنیا میں اسلام کی امن پسند اور پیار کی تعلیم کا پرچار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ علماء اپنے عمل سے اسلام کے چہرے کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں

ہر ملک میں بسنے والے احمدی کی طرح بنگلہ دیش کے احمدیوں کا بھی یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے آپ کے ہم وطنوں کا جو آپ پر حق ہے اُسے ادا کرنے کی کوشش کریں اور یہ کوشش ایک فکر کے ساتھ ہو، ان کیلئے دعا کریں، اپنے ملک کو شدت پسندوں سے بچانے کیلئے ہر احمدی مرد اور عورت اپنا کردار ادا کرے

آج اگر بنگلہ دیش میں احمدیت کی مخالفت بڑھ رہی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ ترقی کی طرف ایک اور چھلانگ لگانے کا انتظام فرما رہا ہے پس آپ لوگ بھی ایک نئے عزم کے ساتھ اس چھلانگ کا حصہ بننے کی کوشش کریں

اے بنگلہ دیش کے احمدیو! مخالفینِ احمدیت کی یہ مذموم کوششیں نہ تمہیں خوفزدہ کرنے والی ہوں، نہ مایوس کرنے والی یہ مخالفت کی آندھیاں تمہیں اونچا اڑانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کیلئے چل رہی ہیں

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 10 فروری 2013ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم.ٹی.اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

بنگلہ دیش کے احمدیوں کو مبارک ہو کہ آج اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بنگلہ دیش میں احمدیت کی دوسری صدی میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ احمدیت کا یہ پودا جو گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہی لگ گیا تھا، لیکن یہ احمدی جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا، ان کے دو مختلف جگہوں پر ہونے کی وجہ سے باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔ لیکن چونکہ مشرقی بنگال میں، بنگلہ دیش میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں احمدیت پہنچ چکی تھی اور وہاں کے دو بزرگوں حضرت مولوی احمد کبیر نور محمد صاحب اور حضرت مولوی رئیس الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کر لی تھی۔ اس لئے یہ دو بزرگ بہرحال بنگلہ دیش میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ اور یقینا ان دو بزرگوں کی کوششوں اور دعاؤں ہی کی وجہ ہے کہ آہستہ آہستہ وہاں جماعت بننی شروع ہوئی اور خلافتِ اُولیٰ میں یہ تعداد پانچ صد سے اوپر ہو گئی۔ 1913ء میں مولانا عبدالواحد صاحب نے برہمن بڑیہ میں مسجد تعمیر کروائی اور باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا، باقاعدہ نظامِ جماعت قائم ہوا۔

پس بنگلہ دیش کے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ گو نظامِ جماعت کے قیام کے لحاظ سے آپ دوسری صدی میں داخل ہو رہے ہیں لیکن اُس علاقے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچنے اور وہاں کے دو بزرگوں کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستی بیعت کرنے کے لحاظ سے یہ صدی چند سال پہلے شروع ہو چکی ہے۔ بہرحال تاریخی حقائق کی یہ وضاحت میں ضروری سمجھتا تھا تا کہ آئندہ نسلیں اُن بزرگوں کو بھی یاد رکھیں جنہوں نے آپ پر یہ احسان کیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا وہ دو مرد اور ایک عورت تھی جس نے دس سال کے عرصہ میں اپنی تعداد تقریباً پانچ صد کر لی۔ 1913ء میں یہ تعداد پانچ صد تھی۔ یعنی ان تین افراد میں سے ہر ایک نے ہر سال تقریباً 17 افراد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت میں شامل کیا۔ اگر یہی معیارِ تقویٰ اور یہی کوشش صرف پانچ صد افراد میں قائم رہتی تو اب تک یہ تعداد لاکھوں میں ہونی چاہئے تھی۔ لیکن آپ اس وقت صرف ہزاروں میں ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج مخالفین بڑھ بڑھ کر آپ پر حملے کر رہے ہیں۔

پس یہ صد سالہ تقریب ہمیں صرف خوشیاں منانے کی طرف توجہ دلانے کیلئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ یہ توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم نے گزشتہ سو سال میں کیا حاصل کیا؟ گزشتہ سو سال میں کئی سال ایسے حالات آئے اور گزشتہ چند سال سے بھی بعض علاقوں میں ایسے حالات ہیں جب اس تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا تھا۔ یہ مَیں کوئی ہوائی باتیں نہیں کر رہا۔ بلکہ آپ لوگوں کی رپورٹس میں ان باتوں کا اظہار ہوتا ہے۔ پس اب بھی وقت ہے، ہم نے دیکھنا ہے کہ ہم نے گزشتہ سو سال میں کیا حاصل کیا ہے؟ اور آئندہ کیلئے کیا پروگرام بنانا ہے؟ اگر ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے وسیع سوچ کے ساتھ کچھ ہدف مقرر کرنے ہوں گے۔ ہمارے مقاصد تو وہ ہیں جن کی دنیا کو آج ضرورت ہے اور دنیا اُس کیلئے بے چین اور اس کی تلاش میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کیلئے آئے ہوئے کا دست و بازو بن کر اسلام کے خوبصورت پیغام اور اسکی خوبصورت تعلیم کو اسکی خوبصورتی دکھاتے ہوئے دنیا کے کونے کونے اور ہر انسان تک پہنچانا۔ آج اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو نام نہاد علماء اور دہشت گرد گروہوں نے بگاڑنے کی کوشش کرتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کو دنیا میں بدنام کیا ہوا ہے اُسے اس کی حقیقی خوبصورتی کے ساتھ دنیا میں پیش کرنا۔ معصوم عوام الناس کو علماء نے اپنے ذاتی مفادات کے حصول کیلئے جن غلط راستوں پر ڈال دیا ہے، ان غلط راستوں سے عوام الناس کو بچانا۔ ہمارے آقا و مولیٰ جو دنیا کیلئے رحمت للعالمین بن کر آئے تھے، جن کی رحمت کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں تھی، کیونکہ وہی اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمان کے اصلی پرتَو تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کی وسعتوں سے دنیا کو روشناس کروانا اور نہ صرف روشناس کروانا بلکہ ایک درد کے ساتھ اس رحمت کے سائے تلے دنیا کو لانے کی کوشش کرنا۔ وہ رحمت للعالمین جو اپنوں پرایوں، دوستوں، دشمنوں، انسان اور چرند پرند ہر ایک کیلئے رحمت تھا۔ اُس پر لگائے گئے دشمنانِ اسلام کے الزامات کو باطل ثابت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا پر ثابت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا دنیا سے اقرار کروانا۔ یہ ہمارے مقاصد ہیں اور یہ ہمارے کام ہیں۔

پس یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے جو آج جماعت احمدیہ کے سپرد ہے۔ یہ کوئی معمولی مقصد نہیں ہے جو بغیر کسی محنت اور قربانی کے حاصل ہو جائے۔ اس کیلئے ہمیں اپنے نفس کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔ مال کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔ جان کی قربانی بھی دینی پڑے گی۔

بنگلہ دیش کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ جماعت ہے جس میں ان تمام قسم کی قربانیوں کے نمونے پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ اسکے حصول کیلئے بہت بڑا ٹارگٹ مقرر کرنا ہوگا۔ ان قربانیوں کے نمونوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہوگا۔ بلکہ ہر احمدی کو یہ نمونے قائم کرنے ہوں گے۔ تب جا کر ہم اس مقصد کو یا ان مقاصد کے حصول کیلئے مقرر کردہ ٹارگٹ کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن دنیا کی اکثریت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ

صادق کے ساتھ تعلق جوڑے گی۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے وعدے جماعت احمدیہ کی 125 سالہ تاریخ میں پورے کئے ہیں۔ ان وعدوں کو پورا کرنا دکھا رہا ہے اور دکھاتا چلا جا رہا ہے کہ کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس شک میں رہیں کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ:22) خدا نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرا رسول غالب آئیں گے کا وعدہ پورا نہ ہو۔ یہ وعدہ یقیناً پورا ہوگا۔ ہاں اگر فکر ہو سکتی ہے تو یہ کہ ہماری شامتِ اعمال اس وعدہ کے ہماری زندگیوں میں پورا ہونے میں روک نہ بن جائے۔ پس ہر احمدی کو اس بارے میں ایک فکر کے ساتھ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ بنگلہ دیش کو اور دنیا کو اگر امن کا گہوارہ بنانا ہے، نام نہاد علماء جو مذہب کے نام پر خون کر رہے ہیں اُن سے اگر اپنے ملک کو بچانا ہے تو ہر احمدی کو پہلے سے بڑھ کر محنت اور قربانی کرنی پڑے گی۔ اپنے ملک کے ہر فرد کو بتانا ہوگا کہ یہ اسلام نہیں بلکہ دہشتگردی ہے جس کا اظہار آج یہ نام نہاد علماء معصوم عوام کو اپنے ساتھ ملا کر کر رہے ہیں۔ یہ کون سا اسلام کا حکم ہے کہ امن پسند شہریوں کی تقریب کو فتنہ و فساد کر کے برباد کیا جائے۔ جلسہ گاہ کو، اُن کے سامان کو آگ لگا کر جلا کر خاک کر دیا جائے یا لوٹ مار کی جائے۔ افسوس تو حکومت کے کارندوں پر بھی ہے جنہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے سب کچھ ہوتا دیکھا۔ ہتھیاروں سے لیس ہونے کے باوجود کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ بہر حال ہمارا مولیٰ، ہمارا مددگار تو اللہ تعالیٰ ہے۔ ان سب ظلموں کے باوجود نہ ہی احمدیوں کے حوصلے پست ہیں اور نہ ہی وہ ان مُلّاؤں کے آگے گھٹنے ٹیکنے والے ہیں۔ نہ ہی حکومت سے کوئی توقع رکھتے ہیں۔ ہم تو اپنے مولیٰ کے آگے جھکنے والے ہیں۔ اور جب خدا تعالیٰ مظلوموں کی مدد کیلئے آنے کا فیصلہ کرتا ہے تو پھر دنیا کی تمام طاقتیں پارہ پارہ ہو جاتی ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ سیاسی مقاصد اور مصلحتوں کی وجہ سے ہمیں جتنا انصاف ملنا چاہئے وہ نہیں ملے گا۔ گو وہاں بنگلہ دیش میں اس وقت جہاں جلسہ ہو رہا ہے، حکومت نے سکیورٹی مہیا کی ہے (اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرائض انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے) لیکن جو ہو چکا اُس کے بارے میں وقت کے ساتھ ساتھ انصاف کے تمام تقاضے بھلا دیئے جائیں گے۔

پس احمدی اگر حقیقی انصاف چاہتے ہیں تو تمام جہانوں کے مالک اور رب کے آگے جھکیں۔ ان علماء کی حرکتوں کی وجہ سے ہمارا غم صرف یہ نہیں ہے کہ ہم پر ظلم ہوا اور ہماری جلسہ گاہ راکھ کا ڈھیر کر دی گئی۔ جلسہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام حرکتوں کے باوجود بھی ہوا اور ہو رہا ہے۔ ہمارا اصل غم یہ ہے کہ رحمت للعالمین کے نام پر یہ سب ظلم کیا گیا اور غیروں کے سامنے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی تو رہ نہیں سکتی۔ دنیا کو پتہ ہے کہ کیا ہوا اور اخباروں میں آ رہا ہے۔ احمدی تو دنیا میں اسلام کی امن پسند اور پیار کی تعلیم کا پرچار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ علماء اپنے عمل سے اسلام کے چہرے کو بگاڑنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر حال یہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیئے ہیں۔ (ان میں) جب اُس نے یہ حکم دیا کہ اس دشمن سے لڑنے کی اجازت ہے جو اسلام کو مٹانے کیلئے آئے ہیں تو اُس وقت اجازت دیتے ہوئے بھی یہ فرمایا کہ اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُۨ (الحج:40) اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے، قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ اُن پر ظلم کئے گئے اور یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اَلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ (الحج:40)۔ یعنی وہ لوگ جنہیں اُن کے گھروں سے ناحق نکالا گیا۔ محض اس بناء پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ فرمایا وَلَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحج:40-41) اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی، اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اُس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور ہے اور کامل غلبہ والا ہے۔

پس دشمن سے جنگ کی اجازت بھی ظلم سے بچنے کیلئے دی گئی۔ ظالم کا ہاتھ روکنے کیلئے دی گئی۔ نہ کہ ظلم کرنے کیلئے۔ اور پھر اسلام کی تعلیم کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس جنگ کی اجازت صرف مسلمانوں کے تحفظ کیلئے نہیں دی بلکہ ہر مذہب کے ماننے والے کے تحفظ کیلئے دی گئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مظلوم کی مدد کرنے کی تمام تر قدرت رکھتا ہے کیونکہ وہ طاقتور اور کامل غلبہ والا خدا ہے۔ پس ہم تو اس تمام قدرتوں کے مالک، تمام طاقتوں کے مالک اور کامل غلبہ والے خدا کے آگے جھکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ جھکیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ فتوحات ہماری ہوں گی۔

آج ہم بیشک تھوڑے ہیں اور تمہیں اے مخالفینِ جماعت! مخالفینِ احمدیت! ظلم کی چھوٹ ہے لیکن یہی اقلیت ایک دن اکثریت میں بدل کر اے مخالفینِ احمدیت! تمہارے ظلموں کو دنیا سے مٹائے گی۔ لیکن یہ ظلم کا مٹانا بغیر کسی ظلم کے ہوگا۔ پس احمدی ہمیشہ حوصلہ میں رہیں کہ ان نام نہاد مُلّاؤں کے گروہوں کے عمل نے نہ کبھی پہلے ہمیں اپنے مقصد سے روکا اور نہ کبھی آئندہ روک سکیں گے۔ اس لئے کسی قسم کی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ اگر مالی نقصان ہوا ہے تو یہ تو خدا تعالیٰ پورا کر دے گا۔ جیسا کہ میں نے کہا ہمیں اپنے عظیم مقصد کو حاصل کرنے کیلئے جس کام کی ضرورت ہے، اُس طرف توجہ کریں۔ اپنی ذمہ داریوں کے حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے لَو لگائیں اور اُس کے آستانے پر ہمیشہ جھکے رہیں۔ اپنے اندر پہلے سے بڑھ کر روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے اندر اعلیٰ اخلاقی تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کسی طبقہ کی بھی دشمنی ہمیں انصاف سے دور لے جانے والی نہ ہو۔ ہمارے اندر ایسی عملی تبدیلیاں ہوں جو کبھی ہمارے قول و فعل میں تضاد دکھانے والی نہ ہوں۔ ہم ہمیشہ خدا تعالیٰ کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور ہر ملک میں بسنے والے احمدی کی طرح بنگلہ دیش کے احمدیوں کا بھی یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے آپ کے ہم وطنوں کا جو آپ پر حق ہے اُسے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ کوشش ایک فکر کے ساتھ ہو۔ ان کیلئے دعا کریں۔ اپنے ملک کو شدت پسندوں سے بچانے کیلئے ہر احمدی مرد اور عورت اپنا کردار ادا کرے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ معصوم عوام معصومیت یا جہالت کی وجہ سے ان علماء کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ ان کو اِن علماء کے چنگل سے آزاد کرانے کا حق صرف احمدی ہی ادا کر سکتا ہے۔ پس اس حق کے ادا کرنے کی کوشش کریں۔ یہی جہالت ہی تو تھی جسے دور کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تھے۔ اگر مسلمانوں میں جہالت پیدا نہ ہوگئی ہوتی تو آپ علیہ السلام کے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ جماعت احمدیہ کی یہ مخالفت تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہی ہو رہی ہے۔ آج ہمارے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں اور الٰہی جماعتوں کی یہ مخالفتیں ہوتی ہیں۔ لیکن وہ اس وجہ سے اپنے کاموں سے پیچھے نہیں ہٹتے۔ کونسی تکلیف ہے جو مخالفینِ احمدیت نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دی؟ لیکن ہر تکلیف کے بعد ترقی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ پھر جب قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کا دور شروع ہوا تو مخالفینِ احمدیت نے کیا کچھ نہیں کیا۔ احمدیوں کو ختم کرنے کیلئے اپنی سر توڑ کوششیں کیں۔ خلافتِ ثانیہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے (اپنی مخالفت کے نتیجہ میں) احمدیت کی ترقی اور وسعت کی نئی راہیں کھول گئے اور جماعت ہندوستان سے باہر پہلے سے زیادہ تیزی سے پھیلنی شروع ہوگئی۔ خلافتِ ثالثہ میں قانون پاس کر کے پاکستان میں احمدیوں کو دائرہ اسلام سے قانونی ضروریات کیلئے خارج کرنے کی کوشش ہوئی تو احمدیت دنیا میں پہلے سے زیادہ پھیلنی شروع ہوگئی۔ حکومتیں قانونی مقاصد کیلئے، قانونی تقاضوں کیلئے ہمارے مسلمان ہونے پر بیشک پابندیاں لگا سکتی ہیں لیکن ہمارے دلوں سے لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کے کلمہ کو کبھی نوچ نہیں سکتیں۔ بہر حال پھر خلافتِ رابعہ کا دور آیا تو پاکستان میں مزید قانونی سختیاں آمروں نے پیدا کرنے کی کوششیں کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت سے ترقیات کے دروازے کئی گنا بڑھ کر کھل گئے۔ اُن میں سے ایک انعام جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ایم ٹی اے کے اجراء کی صورت میں ہوا اور دنیا کے بڑے حصہ میں احمدیت کا پیغام پہنچ گیا۔ اور آج اس دور میں دنیا کا شاید ہی کوئی حصہ ہو جہاں ایم.ٹی.اے کی نشریات نہیں پہنچ رہیں بلکہ اگر ڈشوں کے سائز بڑے کر دیں تو ہر جگہ دنیا کے ہر کونے میں آواز پہنچ رہی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے اور جلسہ کے لائیو خطابات بھی اب ہمارے لئے عام بات ہوگئی ہے۔ اس وقت مجھے آپ بنگالیوں کے ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے چہرے نظر آ رہے ہیں اور میں آپ کو نظر آ رہا ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے اور جلسہ کے لائیو خطابات بھی جیسا کہ میں نے کہا اب عام بات ہے۔ آج احمدیت دنیا کے دوسو دو (202) ممالک میں پھیلی ہوئی ہے۔ ایم ٹی اے پر جو بنگلہ پروگرام آتا ہے، اُس سے صرف بنگلہ دیش یا مغربی بنگال کے لوگ ہی فائدہ نہیں اُٹھاتے بلکہ دنیا کے ہر ملک کے بنگالی احمدی فائدہ اُٹھا رہے ہیں، بلکہ غیر احمدی بھی فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

پس آج اگر بنگلہ دیش میں احمدیت کی مخالفت بڑھ رہی ہے تو اللہ تعالیٰ یہ ترقی کی طرف ایک اور چھلانگ لگانے کا انتظام فرما رہا ہے۔ پس آپ لوگ بھی ایک نئے عزم کے ساتھ اس چھلانگ کا حصہ بننے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ میں نے کہا بنگلہ دیش کی حکومت شاید مصلحت کے تحت مخالفین کے خلاف کوئی بڑا قدم نہ اُٹھا سکے لیکن اتنے اخلاق ان میں بہر حال ہیں کہ یہ ہم سے ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح پڑھا لکھا طبقہ اور میڈیا بھی ہمارے سے ہمدردی کا جذبہ رکھتا ہے۔ اور یہ لوگ ہمارے جلسہ میں شامل بھی ہو جاتے ہیں۔ پس ایک تو اس لحاظ سے ان کا ہمیں شکر گزار ہونا چاہئے۔ دوسرے ملک سے محبت اور مخلوق سے محبت کے تقاضے پورا کرتے ہوئے انہیں آگاہ کریں کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت جماعت تک ہی محدود نہیں رہے گی بلکہ کل یہی لوگ حکومت کے خلاف بھی کھڑے ہوں گے اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ لوگ ملک کی بقا کے لئے بھی خطرہ ہیں۔ پس ہم تمہیں محبت کے جذبہ سے، حب الوطنی کے جذبہ سے کہتے ہیں کہ ان شدت پسندوں سے چھٹکارا پانے کی آج ہی ٹھوس منصوبہ بندی کر لو۔ باقی جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے تو جیسا کہ میں نے کہا، ہمارے لئے تو ہر مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور ہر مخالفت کے بعد احمدیت کی لہلہاتی فصل پہلے سے زیادہ خوبصورت رنگ میں بڑھتی ہے۔ مخالفین نے تو اپنے زعم میں ہمیں نقصان پہنچانے کیلئے یہ سب کچھ کیا۔ ہمارا جلسہ روکنے کیلئے یہ سب کچھ کیا۔ ہمیں مایوس کرنے کیلئے سب کچھ کیا۔ لیکن ان کو کیا پتہ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اُس مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آخرین میں شمار کر کے بڑا اعزاز بخشا ہے۔ اُن برکات سے نوازا ہے جو اولین کو عطا ہوئیں۔ اُس دور میں سے گزارا ہے اور گزار رہا ہے جس میں سے گزر کر اوّلین اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنے۔ دین کی خاطر جان، مال اور وقت کی قربانی صرف آج احمدی ہی دے رہے ہیں اور انشاء اللہ جب تک ضرورت ہوگی، دیتے چلے جائیں گے۔ چاہے یہ قربانی بنگلہ دیش میں ہو یا دنیا کے کسی بھی خطہ اور ملک میں ہو۔

پس اے بنگلہ دیش کے احمدیو! مخالفینِ احمدیت کی یہ مذموم کوششیں نہ تمہیں خوفزدہ کرنے والی ہوں، نہ مایوس کرنے والی۔ مخالفت کی یہ آندھیاں تمہیں اونچا اڑانے اور اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کیلئے چل رہی ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھا لو۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پہلے سے بڑھ کر عرفان حاصل کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں پہلے سے بڑھ کر فنا ہو جاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت تمام دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر کرو کہ تمہارا یہ سب کچھ دنیا و آخرت سنوارنے والا بن جائے گا۔ تمہاری آج کی یہ قربانیاں بنگلہ دیش کی تاریخ کا حصہ بننے والی ہیں۔ مایوسی کو کبھی پاس نہ پھٹکنے دو۔ ایک نئے عزم کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو آپ کے تمام نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ ملک کو نقصان پہنچانے والے مذہبی شدت پسندوں اور ملک کو نقصان پہنچانے والے دوسرے گروہوں کو ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے تاکہ ملک ترقی کے راستوں پر تیزی سے گامزن رہے۔ اہلِ وطن پر آپ کی وطن سے محبت اور آپ کے حقیقی مسلمان ہونے کی سچائی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے۔ اور بنگلہ دیش میں احمدیت کی یہ دوسری صدی بے شمار کامیابیاں اور برکات لے کر آئے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب لوگوں کو بھی جو دُور دُور سے اپنے جلسہ کیلئے آئے ہوئے ہیں، خیریت سے اپنے گھروں کو واپس لے جائے اور اپنے اپنے علاقوں میں بھی احمدیت کے مخالفین کے حملوں سے اور اُن کے نقصانات سے محفوظ رکھے۔ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشن 12/اپریل 2013)

......☆......☆......☆......

اے اللہ! تُو ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے اپنے زیادہ محبوب شخص کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا کر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ 'فاروق' ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے حق و باطل میں فرق کردیا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 23/اپریل 2021 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عمرؓ کے کیا کوائف بیان فرمائے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمرؓ کا تعلق قبیلہ بنوعدی بن کعب بن لُوئی سے تھا۔ آپؓ کے والد کا نام خطاب بن نفیل تھا۔ آپؓ کی والدہ کا نام حَنْتَمَہ بنت ہاشم تھا۔ اسی طرح آپؓ کی والدہ ابوجہل کی چچازاد ہمشیرہ بنتی ہیں۔

سوال حضرت عمرؓ کی کنیت کیا تھی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمرؓ کی کنیت ابوحفص تھی۔

سوال جنگ بدر کے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن لوگوں کے قتل سے منع فرمایا تھا؟

جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن اپنے اصحاب سے فرمایا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ بنو ہاشم اور کچھ دوسرے لوگ قریش کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ پس تم میں سے جو کوئی بنو ہاشم کے کسی آدمی سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو اَبُو الْبَخْتَرِی سے ملے وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبدالمطلب سے ملے تو وہ ان کو بھی قتل نہ کرے کیونکہ یہ لوگ مجبوراً قریش کے ساتھ آئے ہیں۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو کس لقب سے نوازا تھا؟

جواب حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو "فاروق" کے لقب سے نوازا تھا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو یہ لقب کب اور کیوں عطا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپؓ کا لقب فاروق کس طرح رکھا گیا؟ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ نے مجھ سے تین روز قبل اسلام قبول کیا تھا حضرت حمزہؓ کے قبول اسلام کے تیسرے دن میں باہر نکلا تو راستے میں مجھے بنومخزوم کا ایک شخص ملا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کر کے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین اختیار کرلیا ہے۔ اس نے کہا کہ اگر مَیں نے کرلیا ہے تو اس میں کون سی بڑی بات ہے۔ اس نے بھی تو کرلیا ہے جس پر تم کو مجھ سے زیادہ حق ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں مَیں نے کہا وہ کون ہے؟ اس نے کہا تمہاری بہن اور بہنوئی۔ اس شخص کی بات سنتے ہی حضرت عمرؓ اپنی بہن کے گھر پہنچے اور غصّے کی حالت میں اپنے بہنوئی سے الجھ پڑے جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو قرآنی آیات پڑھ کر دل پر ایسا اثر ہوا کہ اسلام قبول کرنے کیلئے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں دارِارقم تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں چنانچہ اس دن رسول کریم ﷺ نے میرا نام 'فاروق' رکھا کیونکہ اسلام کو تقویت پہنچی اور حق اور باطل کے درمیان امتیاز پیدا ہوگیا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے "فاروق" کی کیا تشریح فرمائی؟

جواب ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان و دل پر قائم کردیا اور وہ 'فاروق' ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے حق و باطل میں فرق کردیا۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت عمرؓ کے حلیہ مبارک کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمرؓ دراز قد اور مضبوط جسم کے مالک تھے۔ سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں تھے۔ رنگ سرخی مائل اور مونچھیں گھنی تھیں جن کے کناروں پر سرخی جھلکتی تھی اور آپؓ کے رخسار ہلکے پھلکے تھے۔

سوال زمانۂ جاہلیت میں حضرت عمرؓ کے شغل کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب زمانۂ جاہلیت میں گھڑ سواری اور کُشتی حضرت عمرؓ کے محبوب مشاغل میں سے تھے۔ عُکاظ کے میلے میں ہر سال کُشتی کا مقابلہ عموماً حضرت عمرؓ ہی جیتا کرتے تھے۔ نوجوانی میں عرب کے عام رواج کے مطابق اپنے والد کے اونٹ چَرایا کرتے تھے۔

سوال اسلام لانے سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کونسا عہدہ تھا؟

جواب حضرت عمرؓ اشرافِ قریش میں سے تھے۔ قبل از اسلام قریش کی طرف سے سفارت کا عہدہ آپؓ کے سپرد تھا اور قریش کا دستور تھا کہ جب ان کے درمیان یا ان کے اور غیروں کے درمیان کوئی جنگ ہوتی تو وہ حضرت عمرؓ کو بطور سفیر بھیجتے تھے۔

سوال حضرت عمرؓ ایک سعید الفطرت انسان تھے اس کے متعلق حضور انور نے کونسا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب جب حبشہ کی طرف پہلی ہجرت ہوئی تو مسلمانوں نے نماز فجر سے پہلے مکہ سے روانگی کی تیاری کی تاکہ مشرک انہیں روکیں نہیں اور انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ مکہ میں یہ رواج تھا کہ رات کو بعض رؤساء شہر کا دورہ کیا کرتے تھے تاکہ چوری وغیرہ نہ ہو۔ اسی دستور کے مطابق حضرت عمرؓ بھی رات کو پھر رہے تھے کہ آپؓ نے دیکھا ایک جگہ گھر کا سب سامان بندھا پڑا ہے۔ ایک صحابیہؓ سامان کے پاس کھڑی تھیں۔ آپ نے اس صحابیہؓ کو مخاطب کر کے کہا بی بی یہ کیا بات ہے، مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی لمبے سفر پر جارہی ہو۔ اس صحابیہؓ نے کہا عمرؓ! ہم تو مکہ چھوڑ رہے ہیں۔ عمرؓ! تم اور تمہارے بھائی ہمارا یہاں رہنا پسند نہیں کرتے اور ہمیں خدائے واحد کی عبادت کرنے میں یہاں آزادی میسر نہیں۔ اس لئے ہم وطن چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں جارہے ہیں۔ اسلام سے شدید عداوت کے باوجود رات کے اندھیرے میں اس صحابیہؓ سے یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ نے اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا اور اس صحابیہؓ کا نام لے کر کہا کہ اچھا جاؤ خدا تمہارا حافظ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ پر رقّت کا ایسا جذبہ آیا کہ آپؓ نے خیال کیا کہ اگر میں نے دوسری طرف منہ نہ کیا تو مجھے رونا آجائے گا۔ حضرت عمرؓ کے اس فعل پر اس عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ (یعنی حضرت عمرؓ) ضرور کسی دن مسلمان ہوجائیگا۔

سوال حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کیلئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا دُعا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کیلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں بھی کی تھیں۔ اس بارے میں روایت میں آتا ہے، حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِيْ جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ اے اللہ! تو ان دو اشخاص ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے اپنے زیادہ محبوب شخص کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا کر۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے اللہ کو زیادہ محبوب حضرت عمرؓ تھے۔

سوال حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے متعلق جو روایت سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے اس کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اسلام قبول کرنے کے متعلق جو مشہور روایت ہے وہ اس طرح ہے کہ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ تلوار سونتے ہوئے نکلے۔ راستے میں بنو زُہرہ کا ایک آدمی ملا اس نے آپؓ سے پوچھا عمر کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے جارہا ہوں (نعوذ باللہ) اس آدمی نے کہا کہ اے عمر! تمہاری بہن اور بہنوئی اس دین سے منحرف ہوگئے ہیں جس پر تم ہو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ ان کے گھر آئے۔ دونوں کے پاس مہاجرین میں سے ایک صحابی حضرت خبّابؓ تھے۔ انہوں نے جب حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو وہ گھر کے اندر چھپ گئے۔ حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے تو کہا تم کیا پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا ایک بات کے سوا کچھ نہ تھا جو ہم آپس میں کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں نے سنا ہے کہ تم دونوں اپنے دین سے منحرف ہوگئے ہو۔ حضرت عمرؓ کے بہنوئی نے کہا اے عمرؓ! کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ حق تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا اور سختی سے زدوکوب کیا۔ آپؓ کی بہن اپنے خاوند کو بچانے کیلئے آئیں تو حضرت عمرؓ نے ان پر بھی ہاتھ اٹھا دیا جس سے ان کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ کہنے لگے کہ مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں۔ آپؓ کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اسے کوئی ناپاکی کی حالت میں نہیں چھو سکتا۔ پس اٹھو اور غسل کرو یا وضو کرلو۔ حضرت عمرؓ نے اٹھ کر وضو کیا۔ پھر کتاب لے کر پڑھنے لگے وہ سورۂ طٰہٰ کی آیات تھیں جنہیں پڑھ کر حضرت عمرؓ کا دل گداز ہوگیا اور آپؓ دارارقم پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ ☆☆

آپ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے ہزاروں میل دُور بیٹھ کر بھی مسیح موعود اور مہدی موعود کی آواز کو سنا اور اس کو مانا

ریڈیو میں خوبصورت تعلیم کی نشریات کے ساتھ ساتھ ہر احمدی کا عمل بھی ایسا ہوجائے کہ ہر ایک کو نظر آنے لگے کہ یہ صرف خوبصورت تعلیم ہی ہمیں نہیں دیتے بلکہ ان کے عمل بھی ایسے ہیں

بوبوجلاسو (بورکینافاسو، مغربی افریقہ) میں قیام عبادت اور نماز باجماعت کی اہمیت پر حضور پُرنور کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 2/اپریل 2004 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کونسی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آیت: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:22) کی تلاوت فرمائی۔

سوال اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض یہ بتائی ہے کہ وہ اس کی عبادت کرنے والا ہو۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! اپنے پیدا کرنے والے ربّ کی عبادت کرو۔ یہی خدا ہے جس نے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور جو تم سے پہلے تھے ان کو بھی پیدا کیا اور تمہیں بھی یہی حکم ہے اور تمہارے سے پہلے لوگوں کو بھی یہی حکم تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ اور ایک خدا کی عبادت کر کے ہی تقویٰ پر قائم رہا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے دلوں میں قائم رہ سکتی ہے۔

سوال بوبوجلاسو، بورکینافاسو (مغربی افریقہ) کے احباب جماعت کو حضور انور نے اپنی عبادات کو حسین بنانے اور اس میں بہتری پیدا کرنے کیلئے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: الحمدللہ کہ آپ وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنہوں نے ہزاروں میل دور بیٹھ کر بھی مسیح موعود اور مہدی موعود کی آواز کو سنا اور اس کو مانا۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا۔ پس اس فضل کے شکرانے کے طور پر ہم پر مزید فرض عائد ہوجاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف اور توجہ دیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ عبادت کے طریق کیا ہیں۔ کیا صرف منہ سے نماز کے الفاظ دہرا لینا اور ظاہری رکوع و سجود کر لینا کافی ہے؟ کیا یہی باتیں یعنی ظاہری حرکات ہمیں اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں میں شمار کرنے کیلئے کافی ہوں گی؟ یاد رکھیں کہ عبادت کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کیلئے بہترین طریق یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے عبادت کے طریق

سمجھیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ فہم اور علم عطا فرمایا ہے جس کو آپؑ نے ہم تک پہنچایا۔

سوال انسانی پیدائش کی علّت غائی بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : ہے کہ انسان کی پیدائش کی علت غائی یہی عبادت ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنَ (الذّاریٰت : 57) یعنی عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت، کجی کو دور کر کے دل کی زمین کو ایسا صاف بنا دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے۔ عرب کہتے ہیں کہ مَوۡرٌ مُعَبَّدٌ جیسے سرمہ کو باریک کر کے آنکھ میں ڈالنے کے قابل بنا لیتے ہیں، اسی طرح جب دل کی زمین میں کوئی کنکر پتھر ناہمواری نہ رہے اور ایسا صاف ہو گویا روح ہی روح ہو، اسکا نام عبادت ہے۔ چنانچہ اگر یہ درستی اور صفائی آئینہ کی کی جاوے تو اس میں شکل نظر آ جاتی ہے اور اگر زمین کی کی جاوے تو اس میں انواع و اقسام کے پھل پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس انسان جو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اس میں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری کے کنکر پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔

سوال حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے عبادت اور دُنیوی کاروبار کے تعلق سے احبابِ جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : تم اس بات کو سمجھ لو کہ تمہارے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کیلئے بن جاؤ۔ دنیا تمہاری مقصود بالذات نہ ہو، میں اس لئے بار بار اس امر کو بیان کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہی ایک بات ہے جس کیلئے انسان آیا ہے۔ اور یہی بات ہے جس سے وہ دور پڑا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم دنیا کے کاروبار چھوڑ دو یا بیوی بچوں سے الگ ہو کر کسی جنگل یا پہاڑ میں جا بیٹھو۔ اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا اور رہبانیت اسلام کا منشاء نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست اور ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے میں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو، حدیث میں آیا ہے کہ جس کے پاس زمین ہو اور وہ اسکا تردّد نہ کرے تو اس کا مواخذہ ہوگا۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جائے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اسکے ارادے سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدم نہ کرو۔

سوال نماز باجماعت کی اہمیت کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کیلئے ضروری ہے کہ نماز قائم کرو۔ اور نماز قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی کرو۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی مساجد کو آباد کریں اور پانچ وقت نماز کیلئے مسجدوں میں آئیں۔ اور نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی مساجد میں نماز پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اور ہماری مساجد اتنی زیادہ نمازیوں سے بھرنی شروع ہو جائیں کہ چھوٹی پڑ جائیں۔ خدا کرے کہ ہم اس کے عابد بندے بن سکیں۔ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے والے ہوں۔

سوال خدا تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرنے کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے کیا بیان فرمایا؟

جواب خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہرگز نہیں ہے کہ جو اس کے حضور عاجزی سے گر پڑے وہ اسے خائب و خاسر کرے اور ذلت کی موت دیوے۔ جو اس کی طرف آتا ہے ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسی نظیر ایک بھی نہ ملے گی کہ فلاں شخص کا خدا سے سچا تعلق تھا اور پھر وہ نامراد رہا۔ خدا تعالیٰ بندے سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہش اس کے حضور پیش نہ کرے اور خالص ہو کر اس کی طرف جھک جاوے، جو اس طرح جھکتا ہے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور ہر ایک مشکل سے خود بخود اس کے واسطے راہ نکل آتی ہے جیسے کہ وہ خود فرماتا ہے۔ وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ (الطلاق : 3-4) اس جگہ رزق سے مراد روٹی وغیرہ نہیں بلکہ عزت علم وغیرہ سب باتیں جن کی انسان کو ضرورت ہے اس میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ سے جو ذرہ بھر بھی تعلق رکھتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ (الزلزال : 8) ہمارے ملک ہندوستان میں جو اولیاء گزرے ہیں جن کی عزت کی جاتی ہے وہ اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق تھا۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو تمام انسانوں کی طرح وہ بھی زمینوں میں ہل چلاتے، معمولی کام کرتے، مگر خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کی وجہ سے لوگ ان کی مٹی کی بھی عزت کرتے ہیں۔

سوال اپنی اولادوں کو عبادت گزار بنانے کی اہمیت کے متعلق حضور انور نے کونسی روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے، یا ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ تیسرے نیک لڑکا جو اس کیلئے دعا کرتا رہے۔

سوال اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی اہمیت کے متعلق حضور انور نے کونسی روایت بیان فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت ہے حضرت ایوبؓ اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے : ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا اس کیلئے صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔

سوال بوبوجلاسو، بورکینا فاسو (مغربی افریقہ) میں احمدیہ ریڈیو کے تعلق سے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس علاقے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ ریڈیو قائم ہے جو تقریباً 13-14 گھنٹے روزانہ چلتا ہے۔ اور اب انشاء اللہ اجازت ملنے پر 17 گھنٹے تک بھی اس کی نشریات ہو جائیں گی۔ تو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم تو اس ذریعہ سے بہت بڑی تعداد میں لوگوں تک پہنچ رہی ہے۔

سوال بوبوجلاسو بورکینا فاسو کی جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کن اہم امور کی طرف متوجہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ریڈیو کی نشریات کے ساتھ ساتھ ہی ہر احمدی کا عمل بھی ایسا ہو جائے کہ ہر ایک کو نظر آنے لگے کہ یہ صرف خوبصورت تعلیم ہی ہمیں نہیں دیتے بلکہ ان کے عمل بھی ایسے ہیں۔ ان کے مردوں میں بھی اور ان کی عورتوں میں بھی اور ان کے بچوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اسکے احکامات پر عمل کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ اگر آپ کے عمل اس طرح ہوئے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی دعوت الی اللہ کئی گنا بڑھ جائے گی۔ لوگ آپ کا نمونہ دیکھ کر آپ کی طرف آئیں گے۔ کیونکہ حقیقی اسلام ان کو آپ میں ہی نظر آئے گا۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

غیب اس کو کشاں کشاں عالم وجد کی طرف لے جارہا ہے۔ سب لوگ بے اختیار بول اٹھے تھے کہ اگر یہ مضمون نہ ہوتا تو آج بباعث محمد حسین وغیرہ کے اسلام کو سُبکی اٹھانی پڑتی۔ ہر ایک پکارتا تھا کہ آج اسلام کی فتح ہوئی۔ مگر سوچو کہ کیا یہ فتح ایک دجال کے مضمون سے ہوئی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کیا ایک کافر کے بیان میں یہ حلاوت اور یہ برکت اور یہ تاثیر ڈال دی گئی۔ وہ جو مومن کہلاتے تھے اور آٹھ ہزار مسلمان کو کافر کہتے تھے جیسے محمد حسین بٹالوی خدا نے اس جلسہ میں کیوں ان کو ذلیل کیا۔ کیا یہ وہی الہام نہیں ’’کہ میں تیری اہانت کرنے والوں کی اہانت کروں گا‘‘ اس جلسہ اعظم میں ایسے شخص کو کیوں عزت دی گئی جو مولویوں کی نظر میں ایک کافر مرتد ہے۔ کیا کوئی مولوی اس کا جواب دے سکتا ہے۔

سو یہ عزتیں اور قبولیتیں ہم کو مباہلہ کے بعد ملیں۔ اب کوئی مولوی ہمیں سمجھاوے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی۔ صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا۔

یہ دس برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فَعَلَیۡہِمۡ اَنۡ یَّتَدَبَّرُوۡا وَیُفَکِّرُوۡا فِیۡ ھٰذِہِ الۡعَشَرَۃِ الۡکَامِلَۃِ۔‘‘(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم رُخ جلد 11 صفحہ 309، حاشیہ)

سبھی مسلمان علماء کو دعوتِ مباہلہ کا پرشوکت چیلنج

اگر وہ مباہلہ کریں گے تو عبدالحق غزنوی سے بڑھ کر ذلت کی مار اُن پر پڑے گی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا اور اس کو ذلیل کیا اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا، اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اس روز بددعا نہیں کی کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سو چاہئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو بلکہ کم سے کم دس (10) ہوں اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا، اسلئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دُور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ (ایضاً صفحہ 317، حاشیہ)

کئی لاکھ انسان میرے پاؤں پر گر رہے ہیں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت و شہرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اِس بات کو گیارہ برس گزر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا بعد اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اُس کو بیان نہیں کرسکتا یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کر چکے ہیں اور مالی مشکلات اس قدر تھے کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے اور خدا نے اس کے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا......ایسے ہی ہزارہا نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف اُن میں سے اس قدر بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے اگر کسی شخص میں حیا اور انصاف ہو تو اُس کیلئے یہ نشان میری تصدیق کیلئے کافی ہیں۔ (حقیقۃ الوحی رُخ ج 22 صفحہ 252)

عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد جس قدر تائید اور نصرت الٰہی کے مجھے الہام ہوئے اور جس طرح عظمت اور شوکت سے وہ پورے ہوئے وہ تمام حال میری اُن تمام کتابوں میں بھرا پڑا ہے جو مباہلہ کے بعد لکھی گئی ہیں...... میں صرف مختصر طور پر کہتا ہوں کہ بجز اس کے کہ میں مباہلہ کر کے اپنے مکان پر آیا اُسی وقت تائید اور نصرت الٰہی کے الہام شروع ہو گئے اور خدا نے متواتر بشارتیں مجھے دیں اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دُنیا میں تجھے ایک بڑی عزّت دوں گا۔ تجھے ایک بڑی جماعت بناؤں گا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھلاؤں گا اور تمام برکات کا تیرے پر دروازہ کھولوں گا۔ چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق کئی لاکھ آدمی میری جماعت میں داخل ہوا جو اس راہ میں اپنی جان قربان کرتے ہیں اور اُس وقت سے آج تک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا اور اس قدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر جاتے اور مخالف لوگوں نے میرے پر مقدمے اُٹھائے اور مجھے ہلاک کرنا چاہا لیکن سب کے مُنہ کالے ہوئے اور ہر ایک مقدمہ میں انجام کار میری عزت اور اُن کی نامرادی تھی اور مباہلہ کے بعد تین لڑکے بھی میرے پیدا ہوئے اور مجھے خدا نے عزت کے ساتھ اسی دنیا میں شہرت دی کہ ہزارہا لوگ ذی عزت میری جماعت میں داخل ہوئے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہر ایک شخص جس کو اِس بات پر اطلاع ہوگی کہ مباہلہ کے پہلے میری عزت کیا تھی اور کس قدر میری جماعت تھی اور کیا میری آمدنی تھی اور اولاد میری کس قدر تھی پھر بعد اس کے کیا ترقی ہوئی اُس کو گو کیسا ہی دشمن ہو ماننا پڑے گا کہ مباہلہ کے بعد خدا نے برکت پر برکت دینے سے میری سچائی کی گواہی دی۔ اب عبدالحق سے پوچھنا چاہئے کہ اُس کو مباہلہ کے بعد کونسی برکت ملی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک کھلا کھلا معجزہ ہے اور قریب ہے کہ اندھا بھی اُس کو دیکھ لے مگر افسوس اُن لوگوں پر کہ جو رات کو دیکھتے ہیں اور دن کو اندھے ہو جاتے ہیں۔ مباہلہ کے دن سے آج تک مجھ پر فضل کی بارشیں ہو رہی ہیں اور جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤنگا اور زمین سے نکالونگا، سو اُس نے ایسا ہی میرے ساتھ معاملہ کیا اور وہ نعمتیں دیں اور وہ نشان دکھلائے جو میں شمار نہیں کرسکتا اور وہ عزت دی کہ کئی لاکھ انسان میرے پاؤں پر گر رہے ہیں۔ (ایضاً صفحہ 253)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ عبدالحق پر وارد ہونیوالی ایک خاص ذلت کا ذکر کرینگے۔ (منصور احمد مسرور) ☆☆

ملکی رپورٹیں

جلسہ یوم خلافت

۞ صوبہ یو.پی کی درج ذیل جماعتوں سے جلسہ یوم خلافت کے انعقاد کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ جماعت شاہجہانپور، دھرم پور، راٹھ، مسکرا، مودھا، بہگاؤں، جھانسی۔ اسی طرح صوبہ راجستھان کی جماعت پالی میں بھی جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ ان تما جلسوں کا انعقاد گھریلو سطح پر کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد خلافت کی اہمیت و برکات اور جماعت احمدیہ میں خلافت علی منہاج نبوت کے قیام وغیرہ عناوین پر تقاریر کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اِن جلسوں کے مثبت نتائج ظاہر فرمائے اور سبھی احمدیوں کو خلافت سے دل وجان سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

۞ ضلع ورنگل کی مندرجہ ذیل جماعتوں میں گھریلو سطح پر جلسہ یوم خلافت منانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ جماعت احمدیہ پالاکرتی، تمڑپلّی، کنڈور، کاٹرہ پلّی، راماورم، چٹیالہ، بدارم، میلارم اور وینکٹاپور۔ مبلغین و معلمین نے قبل از وقت جماعتوں میں تحریک کی کہ حالات کے پیش نظر گھروں میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد کریں۔ چنانچہ بار بار کی تحریک اور یاددہانی کے نتیجہ میں اکثر گھروں میں جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد یوم خلافت کی مناسبت سے تقاریر ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ حالات کو جلد بہتر کرے تاکہ ہم پہلے کی طرح اجلاسات منعقد کرسکیں۔ آمین (محمد اکبر، مبلغ انچارج ضلع ورنگل، صوبہ تلنگانہ)

فیض آباد: جماعت احمدیہ فیض آباد (سری نگر، کشمیر) میں مورخہ 27/مئی 2021 کو مبلغ سلسلہ اور مکرم خورشید احمد صاحب وانی سیکرٹری اصلاح وارشاد کی معاونت سے جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ جلسہ Google Meet کے ذریعہ خاکسار کی زیر صدارت بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ مکرم محمد رفیع وانی صاحب نے تلاوت کی اور ترجمہ بھی سنایا۔ نظم مکرم عزیز حسیب ثاقب وانی نے پڑھی۔ تقریر اول برموضوع قدرت ثانیہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات مکرم ڈاکٹر شمیم احمد وانی صاحب نے کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ خلافت ہی ہے جو جماعت کی جان ہے لہٰذا ہمیں اس سے وابستہ ہوجانا چاہئے۔ خاکسار نے سورہ نور کی آیت استخلاف کی روشنی میں تقریر کی۔ آخر پر دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جماعت احمدیہ ترکہ پورہ، بانڈی پورہ نے بھی جلسہ سننے کا مسجد میں اہتمام کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

(صدر جماعت احمدیہ فیض آباد، سری نگر، صوبہ جموں کشمیر)

شموگہ: الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ شموگہ صوبہ کرناٹک میں مورخہ 27/مئی 2021 بروز جمعرات دوپہر ٹھیک 3 بجے بذریعہ google meet جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا جس کی صدارت مکرم میر موسیٰ حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ شموگہ نے کی۔ اس جلسہ کا پروگرام اس طرح تھا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم محمد صفیان احمد نے کی اور ترجمہ بھی سنایا۔ صدر اجلاس نے عہد وفائے خلافت بلند آواز سے پڑھا اور شاملین نے اسے آپ کے ساتھ دوہرایا۔ نظم ''گلشن احمد بنا ہے مسکن بادصبا'' خاکسار نے پڑھی۔ حدیث وملفوظات مکرم ایم آئی ہارون احمد صاحب نے پڑھ کرسنایا۔ مکرم چاند پاشا صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پڑھ کرسنائے۔ بعدہ ایک نظم مکرم سید جلید احمد صاحب نے خوش الحانی سے سنائی۔ پہلی تقریر مکرم عبداللہ قریشی صاحب نائب زعیم مجلس انصاراللہ شموگہ کی ہوئی، آپ کا عنوان تھا خلافت کی اہمیت وبرکات اور خلیفہ وقت کے ساتھ ذاتی تعلق۔ دوسری تقریر مکرم سید بشیر الدین محمود احمد صاحب نائب صدر وسیکرٹری اصلاح وارشاد شموگہ نے کی، آپ کا عنوان تھا قیام نماز کے ساتھ نظام خلافت کا گہرا تعلق۔ اس کے بعد ایک نظم مکرم عمر شریف صاحب آف لندن نے سنائی۔ مکرم میر موسیٰ حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ شموگہ نے صدارتی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ کثیر تعداد میں احباب ومستورات اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ ٹھیک 3 بجے شروع ہوکر 4:45 پر اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر کاوشوں میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد عبدالغنی اشرف، زعیم مجلس انصاراللہ جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

کٹک: الحمدللہ جماعت احمدیہ کٹک کی طرف سے جلسہ یوم خلافت شایان شان طریق پر منایا گیا۔ اس مناسبت سے ایک تفصیلی پروگرام مرتب کر کے احباب جماعت کو بھجوایا گیا۔ جس میں نماز تہجد بعد نماز فجر درس القرآن، تلاوت قرآن پاک، حضور انور کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط، صدقہ وخیرات اور نوافل کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے جلسہ منعقد کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ الحمدللہ کہ اس پروگرام پر احباب جماعت نے عمل کیا۔ نیز اسی روز مسجد احمدیہ کٹک میں یوم خلافت کے حوالہ سے ایک جلسہ منایا گیا جس میں تلاوت قرآن پاک عزیزہ طاہرہ صدیقہ نے کی بعدہ عزیزم عبدالسلام نے خوش الحانی سے ایک نظم سنائی، بعدہ خاکسار نے خلافت کی اطاعت میں تمام برکات کے عنوان پر تقریر کی۔ جسکے بعد محترم امیر جماعت احمدیہ کٹک کی دعا سے یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ کی تمام کارروائی google meet کے ذریعہ سے آن لائن کروائی گئی تھی۔ کثیر تعداد میں احباب ومستورات نے بذریعہ آن لائن اس جلسہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

یوم خلافت کے حوالے سے مجلس انصاراللہ کٹک کی طرف سے google docs کے ذریعہ ایک کوئز کا پروگرام کیا گیا۔ الحمدللہ اس پروگرام میں بھی احباب ومستورات نے بڑھ چڑھ کر شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔ آمین (حلیم خان شاہد، مربی سلسلہ، جماعت احمدیہ کٹک، صوبہ اڈیشہ)

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم فہیم احمد نور صاحب ایڈووکیٹ مرحوم آف گلبرگہ کا ذکر خیر

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج وامیر ضلع حیدرآباد)

محترم فہیم احمد نور صاحب ایڈووکیٹ 28/مئی 2021 کو 65 سال کی عمر میں گلبرگہ میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے والد صاحب کا نام عبدالکریم تھا آپ کی والدہ مرحومہ کا نام نور جہان بیگم تھا جو کہ بہت مخلص اور جماعت سے بہت محبت کیا کرتی تھیں۔ مرحوم فہیم احمد نور صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جماعتی خدمات کا موقعہ عطا فرمایا اور اہم عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی ضلع امیر رائچور اور صدر جماعت احمدیہ دیودرگ رہے۔

خاکسار کی تقرری 1992 میں جماعت احمدیہ بنگلور میں بطور مبلغ ہوئی، اس وقت آپ بنگلور میں Law Officer کے طور پر سرکاری ملازم تھے۔ ہر دن مسجد تشریف لاتے اور تبلیغ کیلئے کوئی نہ کوئی منصوبہ بنایا کرتے تھے۔ اپنے آفس اور اپنے دستوں میں تبلیغ کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے مخالفت کا سامنا رہتا تھا۔ ایک بار بنگلور مسجد میں مخالفت ہوئی آپ نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا جس کی وجہ سے ایک رات آپ کو پولیس اسٹیشن میں گزارنا پڑا۔

تبلیغ کا خاص ولولہ وشوق تھا۔ اس وقت بیتی باندا اور ہُسُر باندا گاؤں میں کئی بیعتیں آپ کے ذریعہ سے ہوئیں۔

ایک بار آپ کے ساتھ خاکسار بنگلور کے ایک محلہ مالیشورم سے جو ہندوؤں کا محلہ ہے گزر رہا تھا آپ کی نظر ایک بینر پر پڑی جس پر لکھا تھا کہ ہندو دھرم سمّیلن۔ ہم دونوں بینر میں دیئے گئے پتہ پر پہنچ گئے وہاں ایک سوامی جی سے ملاقات ہوئی ان سے بات کر کے تقریر کا وقت لیا جس دن یہ جلسہ منعقد ہوا جماعتی وفد کی شکل میں ہم سب وہاں پہنچے پورا میدان لوگوں سے بھرا ہوا تھا، سب سے پہلی تقریر اس جلسہ میں میری ہوئی۔ سورہ فاتحہ کی تلاوت سن کر ارد گرد کے کچھ مسلمان اس لئے آ گئے کہ ہندو جلسہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے والا کون ہے؟ پھر آدھا گھنٹہ کی تقریر ہوئی، تقریر ختم ہوتے ہی اتنی بارش ہوئی کہ پورا میدان پانی سے بھر گیا، جلسہ کے ایک سوامی جی نے لاؤڈ اسپیکر سے اعلان کیا کہ اب جلسہ بارش کی وجہ سے ختم کیا جاتا ہے ایسا لگتا ہے کہ ہم نے اس جلسہ کو احمدیہ مبلغ کی تقریر سننے کیلئے رکھا تھا اور انہوں نے فہیم احمد نور صاحب کا شکریہ ادا کیا۔

مرحوم بہت ساری خوبیوں کے حامل تھے۔ مرحوم کو باقاعدگی سے قرآن کی تلاوت کرنے کی عادت تھی۔ نماز تہجد اور پنجوقتہ نماز کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ غرباء کی مدد کرنے کی ایک لگن تھی۔ کئی غریبوں کو سرکاری ملازمت دلائی۔ مہمان نوازی کا شوق تھا۔ دیودرگ میں پہلے سے جماعت کی مسجد موجود تھی جو کہ بوسیدہ ہوچکی تھی آپ نے بڑی محنت سے پرانی مسجد کی جگہ نئی مسجد تعمیر کروائی۔ آپ کی شادی قادیان میں محترم محمد ین صاحب بدر درویش کی بیٹی منصورہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔ ایک کا نام امتہ الکریم اور دوسری حمامۃ البشریٰ ہیں۔

وفات سے آدھا گھنٹہ قبل اپنی دونوں بیٹیوں اور اہلیہ کو تاکید کی کہ نظام جماعت کا احترام اور خلافت کی اطاعت ہمیشہ کرنا اور میرا حصہ جائداد ادا کر دینا اور میرے کھیت میں سے دیودرگ جماعت کیلئے قبرستان کیلئے جگہ دینا اور میری بخشش کیلئے دعا کرنا۔ پھر آخر میں مرحوم نے سب کو سلام کیا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگرکسی صاحب کوکسی وصیت پرکوئی اعتراض ہوتووہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر10343: مَیں عظمیٰ پروین زوجہ مکرم محمد ہارون صاحب،قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 34 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ نور (چھوٹا ننگل) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1؍اپریل 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی: لانگ نصف گرام 22 کیریٹ،حق مہر-/20,000روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: راجہ جمیل احمد — الامۃ: عظمیٰ پروین — گواہ: محمد طیب

مسل نمبر10344: مَیں فرحانہ خاتون زوجہ مکرم عامر علی صاحب،قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 27 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ نور (چھوٹا ننگل) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 6؍مارچ 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 5 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 5 تولہ،حق مہر-/51,000روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عامر علی — الامۃ: فرحانہ خاتون — گواہ: محمد ارشد

مسل نمبر10345: مَیں سید وجیہہ الرحمن ولد مکرم سید محمد عزیز الرحمن صاحب،قوم احمدی مسلمان، پیشہ تجارت عمر 32 سال پیدائشی احمدی، ساکن دھواں ساہی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 6؍نومبر 2020 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار-/30,000 روپے ہے۔مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید — العبد: سید وجیہہ الرحمن — گواہ: عبدالرؤف خان

مسل نمبر10346: مَیں امۃ المصور زوجہ سید وجیہہ الرحمن صاحب،قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 28 سال پیدائشی احمدی، ساکن دھواں ساہی ڈاکخانہ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 7؍نومبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی: وزن 140 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی: وزن 150 گرام،حق مہر: 2 لاکھ 1 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1000روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ ہارون رشید — الامۃ: امۃ المصور — گواہ: عبدالرؤف خان

مسل نمبر10347: مَیں اعجاز الحق خان ولد مکرم ثناءاللہ خان مرحوم،قوم احمدی مسلمان، پنشنر عمر 70 سال پیدائشی احمدی، ساکن پنکال (نُواپٹنہ) ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1؍جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زمین 28 گنٹھ، زمین 7 گنٹھ۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/14,000 روپے ہے۔مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق — العبد: اعجاز الحق خان — گواہ: محمد سبحان

مسل نمبر10348: مَیں شہباز خان ولد مکرم نواب خان صاحب مرحوم،قوم احمدی مسلمان، پنشنر عمر 65 سال پیدائشی احمدی، ساکن پنکال (نُواپٹنہ) ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 13؍جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زمین 24 گنٹھ۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار-/12,000 روپے ہے۔مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق — العبد: شہباز خان — گواہ: حلیم احمد

مسل نمبر10349: مَیں اسرائیل خان ولد مکرم بہادر خان صاحب قوم احمدی مسلمان، پنشنر عمر 67 سال پیدائشی احمدی، ساکن پنکال (نُواپٹنہ) ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 2؍جولائی 2019 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار-/17,000 روپے ہے۔مَیں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق — العبد: اسرائیل خان — گواہ: حلیم احمد

مسل نمبر10350: مَیں خورشیدہ بیگم زوجہ مکرم ناصر احمد احمدی صاحب،قوم احمدی مسلمان، پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی، ساکن مدینہ میدان روڈ ڈاکخانہ بھدرک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 8؍جنوری 2019 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500 روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹکایت علی — الامۃ: خورشیدہ بیگم — گواہ: مدثر احمد احمدی

مسل نمبر10351: مَیں حور جہاں بی بی زوجہ مکرم محمد ذاکر صاحب،قوم احمدی مسلمان، عمر 42 سال پیدائشی احمدی، ساکن قدم بیڑا ڈاکخانہ بھدرک صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 19؍اکتوبر 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: حق مہر-/11,500 روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: افتخار احمد احمدی — الامۃ: حور جہاں بی بی — گواہ: مدثر احمد احمدی

مسل نمبر10352: مَیں طاہرہ بیگم بنت مکرم علی خان صاحب،قوم احمدی مسلمان، پیشہ ملازمت عمر 37 سال پیدائشی احمدی، ساکن تالبر کوٹ (ڈھینکا نال) صوبہ اڈیشہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 16؍دسمبر 2020 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 5 بھری 22 کیریٹ، زمین 7 گنٹھ، حق مہر-/50,550روپے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار-/3000 روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ظفر الحق — الامۃ: طاہرہ بیگم — گواہ: حلیم احمد

مسل نمبر10353: مَیں لبنہ صدف زوجہ مکرم رضوان احمد بھٹی صاحب،قوم احمدی مسلمان، طالبہ علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی، ساکن چھوٹا ننگل ڈاکخانہ قادیان ضلعگورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 1؍جون 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے: زیور طلائی 5.060 گرام 22 کیریٹ، حق مہر-/80,000روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/500روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد عبداللہ — الامۃ: لبنہ صدف — گواہ: رضوان احمد بھٹی

مسل نمبر10354: مَیں غزالہ نعیم بنت نعیم احمد افتخار صاحب،قوم احمدی مسلمان، طالبہ علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ محمود ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر اکراہ آج بتاریخ 21؍جون 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/200روپے ہے۔مَیں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نعیم احمد افتخار — الامۃ: غزالہ نعیم — گواہ: طاہر احمد بیگ

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 8 - July - 2021 Issue. 27

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

مَیں کیا ہی بُرا نگران ہوں گا اگر اچھا حصہ مَیں کھاؤں اور اس کا ردّی حصہ لوگوں کو کھلاؤں

ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط رفع نہ کیا تو حضرت عمر مسلمانوں کی فکر میں مر ہی جائیں گے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2؍جولائی 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے ماتحت یہودیوں اور عیسائیوں کو یمن سے نکالا تو آپ نے ان کی زمینیں خریدیں۔ یمن کی زمین جو عیسائیوں اور یہودیوں کے نیچے تھی وہ خراجی تھی اور اصولی طور پر حکومت اس کی مالک سمجھی جاتی تھی اسکے باوجود حضرت عمرؓ نے وہ زمین ان سے چھینی نہیں بلکہ خریدی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ یمن کے لوگوں کا ایک وفد آپ کے پاس آیا اور اس نے شکایت کی کہ اسلام سے پہلے ہم کو مسیحیوں نے بلا کسی جنگ کے یونہی زور سے غلام بنا لیا تھا ورنہ ہم آزاد قبیلہ تھے ہمیں اس غلامی سے آزاد کرایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ گو یہ اسلام سے پہلے کا واقعہ ہے مگر پھر بھی میں اس کی تحقیقات کروں گا۔ اگر تمہاری بات درست ثابت ہوئی تو تمہیں فوراً آزاد کرا دیا جائیگا۔

ایک دفعہ حضرت عمر کے زمانے میں مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں سخت قحط پڑا۔ مویشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوک سے مرنے لگے۔ حضرت عمر بن خطاب نے حضرت عمرو بن عاص کی طرف خط لکھا۔ حضرت عمرو بن عاص نے اناج اور غلہ کے ایک ہزار اونٹ بھیجے۔ گھی اور کپڑے وغیرہ اس کے علاوہ تھے۔ والی عراق حضرت سعد نے تین ہزار اونٹ اناج اور غلے کے بھیجے۔ کپڑے وغیرہ اس کے علاوہ تھے۔ والی شام حضرت امیر معاویہ نے دو ہزار اونٹ غلے کے بھیجے اور کپڑے وغیرہ اس کے علاوہ تھے۔ جب پہلا غلہ آیا تو حضرت عمر بن خطاب نے حضرت زبیر بن عوام سے فرمایا۔ تم قافلے کو روک کر اہل بادیہ کی طرف پھیر دو۔ ان کو پہلے دو اور ان لوگوں میں تقسیم کر دو۔ بخدا ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے بعد اس سے افضل کوئی شئے تمہیں حاصل نہ ہوئی ہو گی۔ اس کے بوروں سے لحاف بنا دو جسے وہ لوگ پہنیں اور اونٹوں کو ان کیلئے ذبح کر دینا وہ لوگ گوشت کھائیں اور اس کی چکنائی اٹھا کر لے جائیں۔

حضرت عمر کھانا تیار کرواتے لوگ آ کر کھانا کھاتے اور اپنے گھر والوں کیلئے لے جاتے۔ حضرت عمر بھی سب لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے تھے جس طرح وہ کھاتے تھے۔

حضرت عمر قحط کے دنوں میں مسلسل روزے رکھتے رہے۔ شام کے وقت آپ کے پاس روٹی لائی جاتی جو زیتون کے تیل کے ساتھ ملی ہوتی تھی۔ ایک دن آپ کے پاس سالن لایا گیا جس میں کوہان اور کلیجی کے ٹکڑے تھے۔

حضرت عمر نے دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئے تو بتایا گیا کہ اے امیر المؤمنین یہ ان اونٹوں سے ہے جو آج ہم نے ذبح کئے تھے۔ آپ نے فرمایا افسوس افسوس۔ میں کیا ہی برا نگران ہوں گا اگر اس کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور لوگوں کو اس کا ردّی حصہ کھلاؤں۔ یہ پیالہ اٹھا لو اور ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی اور کھانا لاؤ۔ چنانچہ روٹی اور زیتون کا تیل لایا گیا۔ آپ نے روٹی اپنے ہاتھ سے توڑی اور اس سے ثرید بنایا پھر آپ نے اپنے غلام سے فرمایا۔ اَے یرفع تمہارا بھلا ہو یہ پیالہ فلاں لوگوں کے پاس لے جاؤ تین دن سے میں نے ان کو کچھ نہیں دیا اور میرا خیال ہے کہ وہ خالی پیٹ ہوں گے۔ یہ ان کے سامنے پیش کر دو۔

حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ قحط کے دنوں میں حضرت عمر عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر میں داخل ہو جاتے اور آخر شب تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے پھر آپ باہر نکلتے اور مدینہ کے اطراف میں چکر لگاتے رہتے۔ ایک رات سحری کے وقت میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھَلَاکَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی یَدَیَّ ۔ کہ اے اللہ میرے ہاتھوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہلاکت میں نہ ڈالنا۔

قحط کے ایام میں ایک دن حضرت عمر نے قسم کھائی کہ وہ نہ تو گوشت چکھیں گے اور نہ ہی گھی یہاں تک کہ لوگ پہلے کی طرح خوشحال ہو جائیں۔ گھی وغیرہ نہ کھانے اور صرف تیل کھانے کی وجہ سے آپ کا پیٹ گڑ گڑاتا تھا۔ آپ اپنے پیٹ کو مخاطب کر کے کہتے کہ تم گڑ گڑاتے رہو اللہ کی قسم تمہیں کچھ اور نہیں ملے گا تاوقتیکہ لوگ خوشحال نہ ہو جائیں اور پہلے جیسا کھانا شروع نہ کر دیں۔

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط رفع نہ کیا تو حضرت عمر مسلمانوں کی فکر میں مر ہی جائیں گے۔ زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قحط کے زمانے میں سارے عرب سے لوگ مدینہ آئے۔ حضرت عمر نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ وہ انہیں کھانا کھلائیں۔ ایک رات جب لوگ رات کا کھانا کھا چکے تو حضرت عمر نے فرمایا کہ جنہوں نے ہمارے ساتھ رات کا کھانا کھایا ہے ان کا شمار کرو۔ چنانچہ ان کا شمار کیا گیا تو سات ہزار کے قریب افراد تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو نہیں آئے انہیں شمار کرو۔ جب گنتی کی گئی تو وہ چالیس ہزار کی تعداد تھی۔ چند دن بعد یہ تعداد بڑھ گئی۔ جو لوگ آپ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ان کی تعداد دس ہزار اور دوسروں کی تعداد پچاس ہزار ہو گئی۔ اسی طرح سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرما دی۔ جب بارش ہوئی تو میں نے حضرت عمر کو دیکھا کہ آپ نے اپنے عاملین کو حکم دیا کہ سب لوگوں کا انکے اپنے اپنے علاقوں میں واپسی کا انتظام کریں اور انہیں غلہ اور سواریاں بھی مہیا کریں۔ راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بنفس نفیس ان لوگوں کو روانہ کرنے کیلئے آتے تھے۔

تاریخ طبری میں اس قحط کے ختم ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت عمر نے مسلمانوں کو نماز استسقاء کے لئے باہر میدان میں جمع کیا اور حضرت عباس کو لے کر حاضر ہوئے مختصر خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی پھر دو زانو ہو کر بیٹھے اور دعا شروع کی۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا۔ اے اللہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد کے خواہاں ہیں۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما ہم پر رحم کر اور ہم سے راضی ہو جا۔ اس کے بعد آپ واپس لوٹے۔ ابھی گھر نہیں پہنچ پائے تھے کہ میدان میں بارش کی وجہ سے تالاب بن گیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت عمر نے دعا کرتے ہوئے عرض کیا کہ اے اللہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب ہم پر خشک سالی ہوتی تو ہم تیرے نبی کے واسطے بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برساتا تھا۔ آج ہم تجھے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا واسطہ دے کر دعا کر رہے ہیں پس تو ہماری یہ قحط سالی ختم کر دے اور ہم پر بارش نازل فرما۔ چنانچہ لوگ ابھی اپنی جگہوں سے ہٹے نہ تھے کہ بارش برسنا شروع ہو گئی۔

سب سے پہلے مسجد نبوی میں جس نے چٹائی بچھائی وہ حضرت عمر بن خطاب تھے۔ حضرت عمر کے زمانے میں سترہ ہجری میں مسجد نبوی کی توسیع بھی ہوئی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کی مردم شماری کرائی اور راشننگ سسٹم قائم کر دیا۔ تمام لوگوں کو ایک مقررہ نظام کے ماتحت غذا ملتی اور جو باقی ضروریات رہ جاتیں ان کیلئے انہیں ماہوار کچھ رقم دے دی جاتی حضرت عمر کے زمانہ میں جب شام فتح ہوا اور وہاں سے زیتون کا تیل آیا تو ہر ایک کو زیتون کا تیل ملنے لگ گیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ زیتون کے استعمال سے میرا پیٹ پھول جاتا ہے۔ تم مجھے اجازت دو تو میں بیت المال سے اتنی ہی قیمت کا گھی لے لیا کروں۔

حضرت عمر کے زمانے میں ممالک کو صوبہ جات میں تقسیم کیا گیا تا کہ انتظامی امور میں آسانی رہے۔ پھر شوریٰ کا قیام آپ کے زمانے میں ہوا مجلس شوریٰ میں ہمیشہ لازمی طور پر ان دونوں گروہ یعنی مہاجرین اور انصار کے ارکان شریک ہوتے تھے۔

اہم خدمات کیلئے عہدیداروں کی تقرری شوریٰ کے ذریعہ کی جاتی جس پر سب ارکان اتفاق کر لیتے اس کا انتخاب کر لیا جاتا۔ بعض اوقات صوبہ یا ضلع کے حاکم کو حکم بھیجتے کہ جو شخص زیادہ قابل ہو اس کا انتخاب کر کے بھیجو چنانچہ انہی منتخب لوگوں کو حضرت عمر عامل مقرر فرما دیتے۔ حضرت عمر نے عاملین کی زیادہ تنخواہیں مقرر فرمائی تھیں تا کہ لالچ کے بغیر ایمانداری سے یہ لوگ اپنے کام کر سکیں۔ حضرت عمر عہدیداروں کو یہ نصائح فرماتے کہ یاد رکھو میں نے تم لوگوں کو امیر اور سخت گیر مقرر کر کے نہیں بھیجا بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے تا کہ لوگ تمہاری تقلید کریں۔ مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا۔ ان کو زدوکوب نہیں کرنا کہ وہ ذلیل ہوں۔ سزائیں نہیں دینی بلکہ ان کے حق ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ کسی کی بے جا تعریف نہیں کرنی کہ وہ فتنوں میں پڑیں۔ ان کیلئے اپنے دروازے ہمیشہ بند نہ رکھنا۔ کہیں طاقتور کمزوروں کو نہ کھا جائیں۔ اپنے آپ کو کسی پر ترجیح نہ دینا کہ یہ ان پر ظلم ہے۔ جو شخص عامل مقرر ہوتا اس سے یہ عہد لیا جاتا کہ وہ ترکی گھوڑے پر سوار نہیں ہو گا باریک کپڑے نہیں پہنے گا چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا دروازے پر دربان مقرر نہیں کرے گا ضرورتمندوں کے لئے ہمیشہ دروازے کھلا رکھے گا۔ یہ ہدایات تمام عاملین کے لئے تھیں اور لوگوں میں پڑھ کر سنائی جاتی تھیں۔ عاملین مقرر کرنے کے بعد ان کے مال و اسباب کی جانچ کی جاتی تھی۔ اگر عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی جس کے بارے میں وہ تسلی نہ کروا سکتے تو اس کا مؤاخذہ کیا جاتا اور زائد مال بیت المال میں جمع کروا لیا جاتا۔ عاملین کو حکم تھا کہ حج کے موقع پر لازمی جمع ہوں وہاں پبلک عدالت لگتی جس میں کسی شخص کو کسی عامل سے شکایت ہوتی تو فوراً اس کا ازالہ کیا جاتا عاملین کی شکایات کی تحقیقات کے متعلق بھی ایک عہدہ قائم تھا جس پر کبار صحابہ ہوتے۔

خراج پہلے لوگوں سے زبردستی لیا جاتا تھا حضرت عمر نے خراج کے قواعد مرتب کرنے کے بعد خراج کی وصولی کا طریق بھی نہایت نرم کر دیا اور نئی ترامیم کیں۔ ذمیوں کا بہت خیال رکھتے تھے خراج کی وصولی کے وقت باقاعدہ دریافت فرماتے کہ کسی سے زیادتی تو نہیں ہوئی۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ احمدیہ انسائیکلوپیڈیا ایک بنائی گئی ہے جو آج لانچ کیا جائے گا مرکزی شعبہ آرکائیو اور ریسرچ سینٹر نے یہ بنائی ہے۔ (اسکی تفصیل اسی شمارہ کے صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں) یہ ویب سائٹ افراد جماعت کیلئے آن لائن مہیا کی جا رہی ہے۔ حضور انور نے فرمایا جمعہ کے بعد انشاء اللہ آج مَیں اس کو لانچ بھی کروں گا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad